انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۲؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲؎

نمبر ۱۷	مورخہ ۸ ر اگست ۱۹۳۱ء	یوم شنبہ	مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

شملہ کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ ۲ر اگست جماعت شملہ نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس پر حضور نے تبلیغ احمدیت میں بہت زیادہ سرگرمی سے مصروف ہونے کی ہدایت فرمائی۔ اور جلد سے جلد شملہ میں مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا ؛

مسلمانان کشمیر کی حمایت اور دادرسی کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور جناب مولوی عبدالمغنی صاحب پر مشتمل ایک سپیشل کمیٹی تجویز ہوئی ہے

جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس منعقدہ الہ آباد میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے

مولوی محمد یعقوب صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل منٹگمری مناظرہ کے لئے اور شیخ مبارک احمد صاحب ضلع لائل پور اور ضلع ملتان کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے

مہاراجہ صاحب کشمیر نے
مسلمان معززین کے وفد کو ملاقات کا موقعہ دینے سے انکار کر دیا

(تار بنام الفضل)

شملہ ۵ اگست۔ سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مہاراجہ صاحب کشمیر کو جو تار اس مضمون کا دیا گیا تھا کہ معزز مسلمانوں کے ایک وفد کو حالات کشمیر کا مطالعہ کرنے کے لئے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ اس کے جواب میں وزیر اعظم کشمیر کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا :-

عبدالرحیم درد سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی فیئر ویو شملہ۔ بجواب آپ کے تار لکھا جاتا ہے۔ کہ صورت حال پر پوری طرح قابو پالیا گیا ہے۔ اور حالات اب اصلی حالت میں ہیں۔ غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ ایسے موقعہ پر کسی ڈیپوٹیشن کے آنے سے لازماً از سر نو جوش پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے افسوس ہے۔ کہ ہز ہائینس آپ کی درخواست منظور نہیں کر سکتے ؛

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ نمبر ۲۵۲

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

نمبر ۱۷ | مورخہ ۸ اگست ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مہاراجہ صاحب کشمیر

نے

مسلمان معززین کے وفد کو ملاقات کا موقعہ دینے سے انکار کر دیا

(تار بنام الفضل)

شملہ ۵ اگست سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مہاراجہ صاحب کشمیر کو جو تار اس مضمون کا دیا گیا تھا کہ معزز مسلمانوں کے ایک وفد کو حالات کشمیر کا مطالعہ کرنے کے لئے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ اس کے جواب میں وزیر اعظم کشمیر کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا:-

عبدالرحیم درد سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی فیرویو شملہ! بجواب آپ کے تار لکھا جاتا ہے۔ کہ صورت حال پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ اور حالات اب اصلی حالت میں ہیں۔ غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو رہی ہے ایسے موقعہ پر کسی ڈیپوٹیشن کے آنے سے لازماً از سر نو جوش پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے افسوس ہے۔ کہ ہز ہائینس آپ کی درخواست منظور نہیں کر سکتے۔

مدینۃ المسیح

شملہ کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۲۰ اگست جماعت شملہ نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس پر حضور نے تبلیغ احمدیت میں بہت زیادہ سرگرمی سے مصروف ہونے کی ہدایت فرمائی۔ اور جلد سے جلد شملہ میں مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔

مسلمانان کشمیر کی حمایت اور دادرسی کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور جناب مولوی [illegible] الغنی صاحب پر مشتمل ایک [illegible] کمیٹی تجویز ہوئی ہے

جناب مفتی محمد صادق صاحب آل انڈیا مسلم کانفرنس منعقدہ الہ آباد میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے

مولوی محمد یعقوب صاحب [illegible] ایڈیٹر الفضل منٹگمری [illegible] کے لئے اور شیخ مبارک احمد صاحب [illegible] لائل پور اور ضلع [illegible] کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تار مہاراجہ صاحب کشمیر کے نام

مسلمان معززین کو ملاقات کی اجازت نہ دینے کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں

اس تار کا حوالہ دیکر جو مولانا درد صاحب ایم اے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام آیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہاراجہ صاحب کشمیر کو حسب ذیل تار دیا ہے:-

یور ہائی نس کے وزیر اعظم کے تار بنام سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق میں یور ہائی نس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ اگرچہ کشمیر کے حالات بظاہر اصلاح پذیر نظر آتے ہیں۔ مگر ہماری معلومات کے لحاظ سے ایجی ٹیشن شدید ہے۔ اور اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے مسلمانوں میں کشمیر کے سوال کے متعلق بہت ایجی ٹیشن ہے۔ اور یور ہائی نس کی طرف سے اس وفد کو ملاقات کا موقعہ دینے سے حالات میں سکون پیدا ہوگا۔ برخلاف اس کے ایسے معزز افراد کو ملاقات کی اجازت دینے سے انکار پر اصرار سے مسلمانوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ ہوگا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں نئے ممبروں کا اضافہ

ہر صوبہ کے معززین کا اضافہ

سیکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی شملہ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ حسب ذیل معززین آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نئے ممبر بنے ہیں:-

۱- مولانا محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور۔ ۲- مولانا حسرت موہانی صاحب کانپور ۳- ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ الہ آباد۔ ۴- حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب ایم ایل اے کراچی۔ ۵- مولانا شفیع داؤدی صاحب ایم۔ ایل۔ اے پٹنہ۔ ۶- مسٹر ایچ۔ ایس سہروردی صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ کلکتہ۔ ۷- صاحبزادہ مولانا ابوظفر وجیہ الدین صاحب کلکتہ۔ ۸- ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ ۹- میاں جعفر شاہ صاحب شاہ آباد پشاور۔

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے

معززین جموں کی رہائی

یکم اگست جموں کے ان مسلمان معززین کو جنہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ لیکن جیل خانہ میں ڈال دیا گیا تھا۔ رہا کر دیا گیا۔ سر ہری کشن کول وزیر اعظم معہ مولانا ابوالکلام آزاد گورنر کشمیر اور ایک مجسٹریٹ کے شام کے پانچ بجے جیلخانہ میں گئے۔ اور ضمانت پر رہا ہونے کے لئے کہا۔ لیکن مسلمان معززین نے انکار کر دیا۔ پھر کوئی تقریر نہ کرنے کے لئے کہا۔ اس پابندی سے بھی انکار کر دیا گیا۔ اور وہ جرم دریافت کیا جس کی بنا پر قید کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے مولانا ابوالکلام صاحب نے اس موقعہ پر حکومت کشمیر کو شدید غلطی کا مرتکب قرار دیا۔ اور نرمی سے کام لینے کی سفارش کی۔ آخر رات کے دس بجے ان مسلمان لیڈروں کو بغیر کوئی شرط لئے رہا کر دیا گیا۔

مسلمانوں کے خلاف خفیہ جلسے

باوجودیکہ آرڈر کے نافذ ہونے کے ہر روز رات کو دس بجے کے بعد سر ہری کشن کول وزیر اعظم کے مکان پر پندرہ بیس کشمیری پنڈتوں کا مجمع ہوتا ہے۔ جن میں سرکاری ملازم بھی ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ اس جلسہ میں مسلمانوں کے خلاف تجاویز سوچی جاتی ہیں۔

وزیر اعظم کی مخالفت

مشہور ہو رہا ہے۔ کہ سر ہری کشن کول کے تقرر سے سرکاری حلقوں میں بڑی ہل چل مچ گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ مہاراجہ صاحب کے دیگر وزراء ان کے تقرر اور رویہ کے سخت مخالف ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کول صاحب کرسی وزارت پر چند ہی روز متمکن رہیں گے۔

مجرم پنڈت اور سزا مسلمانوں کو

سنگم کے پل کے جلانے کے جرم میں چھ پنڈت گرفتار کئے گئے ہیں۔ لیکن قیامت مسلمانوں پر برپا ہو رہی ہے۔ ۲۲ ہزار روپیہ شہر پر جرمانہ لگا دیا گیا ہے۔ اور پولیس غریب مسلمان زمینداروں پر طرح طرح کے مظالم توڑ رہی ہے۔ پولیس کے سپاہی زمینداروں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ اور جو کچھ وہاں پاتے ہیں۔ اٹھا لاتے ہیں عورتیں۔ بچے اور مرد اس ظلم کی تاب نہ لاکر بے خانماں اور آوارہ روتے پیٹتے پھرتے ہیں۔

مسلمانوں کی ناحق تلاشیاں

سری نگر کے ایک محلہ کا دہ ڈارہ کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پنڈتوں نے پولیس سے کہکر مسلمانوں کے گھروں کی تلاشیاں کرائیں۔ پولیس شرفاء کے گھروں میں گھس گئی۔ اور پردہ نشین عورتوں کے سروں سے چادریں بھی اتروا لی گئیں۔ پنڈت جو اچھا کپڑا دیکھتے جھٹ کہدیتے۔ یہ ہماری دکان سے چوری کرکے لایا گیا ہے۔ اور پولیس اس پر قبضہ کر لیتی۔ یہ حالت دیکھ کر مظلوم مسلمان مرد عورتیں آسمان کی طرف منہ کرکے روتے۔ اور کہتے۔ اے اللہ تو ہی ہم پر رحم کر۔

مسلمانان کشمیر کو بدترین غلامی سے آزاد کرانے میں ہر مسلمان حصہ لے

۱۴ اگست ہر جگہ پر زور مظاہرہ کیا جائے

کشمیر کے تیس لاکھ مسلمان نہایت ہی قلیل التعداد ڈوگروں اور پنڈتوں کے جبر و تشدد کے نیچے بدترین غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ انہیں مذہبی طور پر آزادی حاصل ہے۔ اور نہ ملکی لحاظ سے۔ مسلمانان ہند کا فرض ہے۔ کہ انہیں آزاد کرانے اور انسانیت کے مسلمہ حقوق دلانے کے لئے متحدہ آواز اٹھائیں۔ ۱۴ اگست اس غرض کے لئے شاندار جلوس نکالیں عظیم الشان جلسے منعقد کریں۔ پر زور تقریریں کریں۔ اہم قرار دادیں پاس کریں۔ اور ثابت کر دیں۔ کہ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اور نہ ڈوگرا راج کے علمبرداروں کو بیٹھنے دیں گے۔ جب تک مسلمانان کشمیر کو ان کے جائز حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔

مسلمانوں کو پھنسانے والے خود پھنس گئے

محلہ بھوری کدل میں دس پنڈتوں کی اس جرم میں گرفتاری عمل میں آئی۔ کہ انہوں نے پولیس میں جھوٹی رپورٹیں دیں۔ کہ ہماری دکانوں سے مسلمانوں نے مال لوٹ لیا ہے۔ کسی مخبر نے پولیس کو اطلاع دی۔ کہ مسلمان مال نہیں لے گئے۔ بلکہ ان لوگوں نے اپنے گھروں میں چھپا رکھا ہے۔ اور ردی اشیاء دکانوں میں پھینک دی ہیں تا کہ سمجھا جائے۔ کہ واقعی لوٹ مچائی گئی ہے۔

اس قسم کے واقعات کا انکشاف ہونے کے باوجود مسلمانوں پر مظالم توڑے جا رہے ہیں۔

اخبار زمیندار کو دو ہزار روپیہ دیا گیا

معاصر "انقلاب" کے خاص نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ ابن ظفر علی خاں مالک "زمیندار" دو ہزار کا ایک چیک ام[illegible] بینک سری نگر سے بھنانے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا۔ اور ریا[illegible] کے حق میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے وعدہ کر گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تار مہاراجہ صاحب کشمیر کے نام

مسلمان معززین کو ملاقات کی اجازت نہ دینے کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں

اس تار کا حوالہ دیکر جو مولانا درد صاحب ایم اے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام آیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مہاراجہ صاحب کشمیر کو حسب ذیل تار دیا ہے:۔

یور ہائی نس کے وزیر اعظم کے تار بنام سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق میں یور ہائی نس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ اگرچہ کشمیر کے حالات بظاہر اصلاح پذیر نظر آتے ہیں۔ مگر ہماری معلومات کے لحاظ سے ایجی ٹیشن شدید ہے۔ اور اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے مسلمانوں میں کشمیر کے معاملات کے متعلق بہت ایجی ٹیشن ہے۔ اور یور ہائی نس کی طرف سے اس وفد کو ملاقات کا موقعہ دینے سے حالات میں سکون پیدا ہوگا۔ برخلاف اس کے ایسے معزز افراد کو ملاقات کی اجازت دینے سے انکار پر اصرار ایسے مسلمانوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ ہوگا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں نئے ممبروں کا اضافہ

ہر صوبہ کے معززین کا اضافہ

سکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی شملہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ حسب ذیل معززین آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نئے ممبر بنے ہیں:۔

۱۔ مولانا محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور۔ ۲۔ مولانا حسرت موہانی صاحب کان پور ۳۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ الہ آباد۔ ۴۔ حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب ایم ایل اے کراچی۔ ۵۔ مولانا شفیع داؤدی صاحب ایم۔ ایل۔ اے پٹنہ۔ ۶۔ مسٹر ایچ۔ ایس۔ سہروردی صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ کلکتہ۔ ۷۔ صاحبزادہ مولانا ابوظفر وجیہ الدین صاحب کلکتہ۔ ۸۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ ۹۔ میاں جعفر شاہ صاحب شاہ آباد پشاور۔

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے

معززین جموں کی رہائی

یکم اگست جموں کے ان مسلمان معززین کو جنہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ لیکن جیل خانہ میں ڈال دیا گیا تھا۔ رہا کر دیا گیا۔ سر ہری کشن کول وزیر اعظم معہ مولانا ابوالکلام آزاد گورنر کشمیر اور ایک مجسٹریٹ کے شام کے پانچ بجے جیلخانہ میں گئے۔ اور ضمانت پر رہا ہونے کے لئے کہا۔ لیکن مسلمان معززین نے انکار کر دیا۔ پھر کوئی تقریر نہ کرنے کے لئے کہا۔ اس پابندی سے بھی انکار کر دیا گیا۔ اور وہ جرم دریافت کیا جس کی بنا پر قید کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے مولانا ابوالکلام صاحب نے اس موقعہ پر حکومت کشمیر کو شدید غلطی کا مرتکب قرار دیا۔ اور نرمی سے کام لینے کی سفارش کی۔ آخر رات کے دس بجے ان مسلمان لیڈروں کو بغیر کوئی شرط لئے رہا کر دیا گیا۔

مسلمانوں کے خلاف خفیہ جلسے

باوجود کرفیو آرڈر کے نافذ ہونے کے ہر روز رات کو دس بجے کے بعد سر ہری کشن کول وزیر اعظم کے مکان پر پندرہ بیس کشمیری پنڈتوں کا مجمع ہوتا ہے۔ جن میں سرکاری ملازم بھی ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ اس جلسہ میں مسلمانوں کے خلاف تجاویز سوچی جاتی ہیں۔

وزیر اعظم کی مخالفت

مشہور ہو رہا ہے۔ کہ سر ہری کشن کول کے تقرر سے سرکاری حلقوں میں بڑی ہل چل مچ گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کے دیگر وزراء ان کے تقرر اور رویہ کے سخت مخالف ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کول صاحب کرسی وزارت پر چند ہی روز متمکن رہیں گے۔

مجرم پنڈت اور سزا مسلمانوں کو

سنگم کے پل کے جلانے کے جرم میں چھ پنڈت گرفتار کئے گئے ہیں۔ لیکن قیامت مسلمانوں پر برپا ہو رہی ہے۔ ۲۲ ہزار روپیہ شہر پر جرمانہ لگا دیا گیا ہے۔ اور پولیس غریب مسلمان زمینداروں پر طرح طرح کے مظالم توڑ رہی ہے۔ پولیس کے سپاہی زمینداروں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ اور جو کچھ وہاں پاتے ہیں۔ اٹھا لاتے ہیں۔ عورتیں۔ بچے اور مرد اس ظلم کی تاب نہ لا کر بے خانماں اور آوارہ روتے پیٹتے پھرتے ہیں۔

مسلمانوں کی ناحق تلاشیاں

سری نگر کے ایک محلہ کا وہ ڈارہ کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پنڈتوں نے پولیس سے کہکر مسلمانوں کے گھروں کی تلاشیاں کرائیں۔ پولیس شرفاء کے گھروں میں گھس گئی۔ اور پردہ نشین عورتوں کے سروں سے چادریں بھی اتروا لی گئیں۔ پنڈت جو اچھا کپڑا دیکھتے جھٹ کہہ دیتے۔ یہ ہماری دوکان سے چوری کر کے لایا گیا ہے۔ اور پولیس اس پر قبضہ کر لیتی۔ یہ حالت دیکھ کر مظلوم مسلمان مرد و عورتیں آسمان کی طرف منہ کر کے روتے۔ اور کہتے۔ اے اللہ تو ہی ہم پر رحم کر۔

مسلمانان کشمیر کو بدترین غلامی سے آزاد کرانے میں ہر مسلمان حصہ لے

۱۴ اگست ہر جگہ پرزور مظاہرہ کیا جائے

کشمیر کے تیس لاکھ مسلمان نہایت ہی قلیل التعداد ڈوگروں اور پنڈتوں کے جبر و تشدد کے نیچے بدترین غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ انہیں مذہبی طور پر آزادی حاصل ہے۔ اور نہ ملکی لحاظ سے۔ مسلمانان ہند کا فرض ہے۔ کہ انہیں آزاد کرانے اور انسانیت کے مسلمہ حقوق دلانے کے لئے متحدہ آواز اٹھائیں۔ ۱۴ اگست اس غرض کے لئے شاندار جلوس نکالیں۔ عظیم الشان جلسے منعقد کریں۔ پرزور تقریریں کریں۔ اہم قراردادیں پاس کریں۔ اور ثابت کر دیں۔ کہ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اور نہ ڈوگرا راج کے علمبرداروں کو بیٹھنے دیں گے۔ جب تک مسلمانان کشمیر کو ان کے جائز حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔

مسلمانوں کو پھنسانے والے خود پھنس گئے

محلہ بھوری کدل میں دس پنڈتوں کی اس جرم میں گرفتاری عمل میں آئی۔ کہ انہوں نے پولیس میں جھوٹی رپورٹیں دیں۔ کہ ہماری دوکانوں سے مسلمانوں نے مال لوٹ لیا ہے۔ کسی مخبر نے پولیس کو اطلاع دی۔ کہ مسلمان مال نہیں لے گئے۔ بلکہ ان لوگوں نے اپنے گھروں میں چھپا رکھا ہے۔ اور ردی اشیاء دوکانوں میں پھینک دی ہیں۔ تاکہ سمجھا جائے۔ کہ واقعی لوٹ مچائی گئی ہے۔

اس قسم کے واقعات کا انکشاف ہونے کے باوجود مسلمانوں پر مظالم توڑے جا رہے ہیں۔

اخبار زمیندار کو دو ہزار روپیہ دیا گیا

معاصر "انقلاب" کے خاص نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ اختر علی خاں ابن ظفر علی خاں مالک "زمیندار" دو ہزار کا ایک چک امپیریل بینک سری نگر سے بھنانے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا۔ اور ریاست کے حق میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے وعدہ کر گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

"کشمیر ڈے" کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فرض ہے

مسلمانانِ کشمیر کے مظالم کیخلاف اور ان کے مطالبات کے حق میں پرزور جدوجہد کی ضرورت

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ جہاں مسلمانانِ کشمیر نہایت جرأت اور حوصلہ۔ صبر اور استقلال سے وہ تمام شدائد اور مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ جن کا شکار حکومتِ کشمیر محض اس لئے انہیں بنا رہی ہے۔ کہ وہ اپنے جائز حقوق کا کیوں مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور کیوں پہلے کی طرح ہی غلامی سے بھی بدتر زندگی بسر نہیں کرتے۔ وہاں مسلمانانِ ہند میں بھی ان کی ہمدردی اور امداد کا جذبہ وسیع پیمانہ پر پایا جاتا ہے اور وہ ہر جائز اور آئینی طریق سے ان کے مصائب کو دور کرنے اور ان کے حقوق انہیں دلانے کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

ہندوستان کے ہر حصہ میں مسلمانانِ کشمیر کی ہمدردی۔ اور ریاستی حکومت کے مظالم کے خلاف اظہارِ غم و غصہ کے جلسوں کے علاوہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام اور اس کی طرف سے جد وجہد وہ منظم اور متحدہ کوشش ہے جو مسلمان زعمائے ہند نے شروع کی ہے۔ اور جسے کامیاب بنانا ہر مسلمان کا مذہبی اور قومی فرض ہے۔

کشمیر ڈے

اس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۴۔ اگست کو تمام ہندوستان میں کشمیر ڈے منایا جائے۔ یعنی اُس دن ہر جگہ۔ ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے مسلمان متحدہ طور پر جلسہ اور جلوس کے ذریعہ ایک طرف تو ان مظالم کے خلاف پُر زور مظاہرہ کریں۔ جو حکومتِ کشمیر کچھ عرصہ سے پے بہ پے مسلمانوں پر کر رہی ہے۔ نیز مسلمانانِ کشمیر کی مذہبی اور سیاسی آزادی اور ملکی حقوق کا مطالبہ کریں۔ اور دوسری طرف مسلمانانِ ہند کو اپنے کشمیر کے بھائیوں کی حالتِ زار سے آگاہ کر کے اور ان کے ناقابلِ برداشت مظالم سے واقف کر کے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ جو مسلمانانِ کشمیر کو ان کے حقوق دلانے کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اور جو مختصر طور پر اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔

چونکہ ۱۴ اگست کا کشمیر ڈے پہلا قدم ہے۔ جو مسلمانانِ ہند کی طرف سے متحدہ اور متفقہ طور پر اس جنگ میں اٹھایا جائیگا۔ اس لئے اسے مؤثر اور کامیاب بنانے کے لئے تمام مسلمانوں کو پوری کوشش اور سعی سے کام لینا چاہیئے۔

مسلمانانِ کشمیر کی پُردرد داستان

مسلمانانِ کشمیر کے مصائب اور آلام کی داستان پہلے ہی نہایت دردناک اور رُوح فرسا تھی۔ لیکن ۱۳۔ جولائی کے خونچکان حادثہ سے لے کر اس وقت تک ان پر جو کچھ گزر رہی ہے۔ وہ بے حد المناک ہے بےکس اور بےبس مسلمانوں کو کلیتہً فوج کے وحشی ڈوگروں اور جفاپیشہ پنڈتوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ان کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے نہ تو کسی اسلامی وفد کو آنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ نہ مجروحین کے لئے طبی امداد اور مظلومین کے لئے قانونی امداد بہم پہونچانے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ بے شمار مسلمان بے گناہ موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ بہت سے مسلمانوں کا مال و اسباب پولیس اور فوج نے لوٹ لیا ہے۔ پردہ دار گھروں میں گھس کر خواتین کی عصمت پر حملے کئے گئے۔ اور ننھے ننھے بچے قتل کر دیئے گئے ہیں۔

مقررہ وزارت پہلے ہی مسلمانوں کے لئے ہولناک مصیبت تھی۔ لیکن اب اس میں سر ہری کشن کول کا اضافہ کر کے اور انہیں وزیر اعظم بنا کر رہی سہی کسر بھی نکال دی گئی ہے۔ مسلمان وزیر کو تو پہلے دن سے ہی دُور رہنے کا حکم مل چکا تھا۔ اب سنا ہے۔ انہوں نے استعفا دے دیا ہے۔ مسٹر ویکفیلڈ جو ایک یوروپین ہیں۔ ان سے بھی اختیارات چھین لئے گئے ہیں۔ چھ انسپکٹر پولیس تحقیقات پر لگائے گئے ہیں۔ جن میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف کثرت سے رپورٹیں درج ہو چکی ہیں۔ اور مسلمانوں کی شکایات پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اب چونکہ پولیس کا صیغہ براہ راست سر ہری کشن کول کے ماتحت ہے۔ اس لئے گرفتاریوں کا بازار از سرِ نو گرم ہو گیا ہے۔ اور بہت سے اور مسلمان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

چونکہ سارے کشمیر میں مسلمان مجسٹریٹ ایک بھی نہیں۔ نئے تین سیشن جج جو مقرر کئے گئے ہیں۔ ان میں سے دو کشمیری پنڈت اور ایک ڈوگرا ہندو ہے۔ ان عدالتوں کے سرکاری وکیل تمام کے تمام ہندو ہیں۔ اس لئے ہندو انسپکٹران پولیس کی تحقیقات کے نتیجہ میں جو مقدمات ان عدالتوں میں جائیں گے۔ ان کے نتائج کا ابھی سے اندازہ لگا لینا کوئی مشکل نہیں۔

مسلمان مزدوروں اور پیشہ وروں کا نہ صرف عام ہندوؤں نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ بلکہ حال ہی میں پبلک ورکس سے تین ہزار مسلمان مزدور اور مستری علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کے نج کے تمام مسلمان ملازموں کو نکال کر ہندو رکھے گئے ہیں۔ گویا ہر طرح کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کو ہمیشہ کے لئے پامال کر دیا جائے۔

حالاتِ کشمیر سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے

یہ وہ دردناک حالات ہیں۔ جن میں سے ان دنوں مسلمانانِ کشمیر گزر رہے ہیں۔ اگر مسلمانانِ ہند کو ان کے متعلق صحیح اور پوری واقفیت بہم پہونچائی جائے۔ اور حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ دامے درمے اور قدمے ان کے مصائب کو دُور کرنے میں حصہ نہ لیں۔ پس ۱۴ اگست کو جلسے منعقد کر کے ان میں مسلمانانِ کشمیر کے مظالم کی دردناک داستان سنائی جائے۔ اور ان کی امداد کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانانِ کشمیر کے ان حقوق اور مطالبات کی پُورے زور کے ساتھ حمایت کی جائے جن کے طلب کرنے کی وجہ سے انہیں جبر اور تشدد کی چکی میں پیسا جا رہا ہے۔

مطالبات کی معقولیت کا اعتراف ہندوؤں کو

ان مطالبات کی تفصیل گزشتہ پرچہ الفضل میں دی جا چکی ہیں وہ مسلمانانِ کشمیر کے اقل قلیل مطالبات ہیں۔ جنہیں ضرور پورا ہونا چاہیئے اور کوئی انصاف پسند انسان ان کی معقولیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ نہایت متعصب آریہ اخبار پرتاپ (۳۰۔ جولائی) کو بھی لکھنا پڑا ہے:-

"جائز مطالبات یہ ہیں۔ کہ گورنمنٹ پر زور ڈالا جائے۔ کہ وہ ریاستی باشندوں کو انسانی حقوق دلائے۔ ریاست میں اس وقت نہ پریس کی اجازت ہے۔ نہ تقریر کی۔ یعنی کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جس سے رعایا پُرامن طور پر اپنے خیالات حکومت تک پہونچا سکے۔ اسی طرح مذہبی آزادی سے بھی کشمیر محروم ہے۔ یہ مطالبہ بالکل جائز ہے۔ ریاست کے باشندوں کو آزادیٔ تحریر و تقریر حاصل ہونی چاہیئے۔ کوئی قوم پرست ہندو اس کی مخالفت نہیں کر سکتا!"

لیکن جب تک مسلمانانِ کشمیر ہمت اور استقلال کے ساتھ ان پر قائم نہ رہیں گے۔ اور مسلمانانِ ہند پُرزور طور پر ان کی تائید اور حمایت نہ کریں گے۔ اس وقت تک ان کا پورا ہونا مشکل ہی نہیں۔ ناممکن ہے۔

مالی امداد کی ضرورت

۱۴ راگست کے جلسوں میں ان مطالبات کی پُر زور تائید کرنی چاہیئے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ خواہ یہ مطالبات کتنے ہی معقول کتنے ہی مبنی بر انصاف اور کتنے ہی اہم ہیں۔ صرف زبانی طور پر تائید کر دینے سے منظور نہیں کر دیئے جائیں گے۔ بلکہ اس کے لئے عملی جدوجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جو ادقات کے علاوہ مالی قربانی بھی چاہتی ہے۔ اور اتنے اہم مقاصد کے لئے جس قدر اخراجات درپیش ہیں۔ ان کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ پس ۱۴ راگست کے جلسوں میں فراہمی چندہ کے لئے بھی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہر ایک مسلمان کو حسبِ توفیق حصہ لے کر ریاست کشمیر اور گورنمنٹ ہند کو یقین دلا دینا چاہیئے۔ کہ اس معاملہ میں سارے کے سارے مسلمان خواہ وہ بڑے ہوں۔ یا چھوٹے۔ متحد ہیں۔ اور میدانِ عمل میں نکل آئے ہیں۔ ہر شخص کے لئے یہ موقعہ نہیں۔ کہ وہ وقتی اور بدنی طور پر مسلمانان کشمیر کی رستگاری میں حصہ لے سکے۔ لیکن مالی لحاظ سے حصہ لینا ہر ایک کے لئے ممکن ہے۔ اور اس طرح ہر شخص اس ثواب میں شریک ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی بہت بڑی مخلوق کو ظلم و جور سے بچانے پر حاصل ہو سکتا ہے۔ پس ہر مسلمان کو مسلمانان کشمیر کے امدادی کام کے لئے ضرور مالی قربانی کرنی چاہیئے۔ اگر اس پہلو کو مضبوط بنا دیا جائے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر کشمیر میں انقلابِ عظیم واقعہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر مسلمانوں نے پوری جدوجہد سے کام نہ لیا۔ اور اتنے اہم معاملہ کو اٹھا کر یونہی چھوڑ دیا تو مسلمانان کشمیر کی غلامی کی زنجیریں پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ کس دی جائیں گی۔ اور اس کی بہت بڑی ذمہ داری مسلمانان ہند پر عائد ہو گی۔ پس اب جبکہ مسلمانانِ ہند عزم کر کے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں انہیں چاہیئے۔ کہ اس مہم کو کامیابی تک پہنچا کر دم لیں۔

مظلومین کانپور کی امداد کی ضرورت

یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ مصیبت اکیلی نہیں آتی۔ یہ بات ان دنوں مسلمانان ہند پر بحیثیت قوم صادق آ رہی ہے۔ کہیں ان میں تفرقہ و انشقاق پیدا کر کے سیاسی حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہیں قتل و خونریزی سے انہیں مرعوب کیا جا رہا ہے۔ کہیں ظلم و ستم کے ذریعہ انہیں ملیا میٹ کرنے کے منصوبے سوچے جا رہے ہیں۔ غرض ہر طرف سے مشکلات کا ایک سیلاب ہے۔ جو امڈا چلا آ رہا ہے۔ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں ہندوؤں کی ریشہ دوانیاں ایک طرف۔ کئی ایک مقامات کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے اور خاص کر کانپور کے خونچکاں واقعات دوسری طرف۔ اور کشمیر کے مسلمانوں پر جبر و تشدد کے حادثات تیسری طرف۔ ایک ہی وقت میں مسلمانانِ ہند کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ چونکہ ان میں سے کسی کو بھی نظرِ تغافل کرنا سخت نقصان رساں ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ہر طرف ضروری توجہ منعطف کریں۔ الحمد للہ کشمیر کے متعلق خاص طور پر جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ گول میز کانفرنس کے متعلق بھی ضروری احتیاطیں اختیار کی جا رہی ہیں۔ لیکن مسلمانانِ کانپور کی امداد کا کام پُوری سرگرمی کے ساتھ نہیں ہو رہا۔ حالانکہ مصائب اور مظالم اور تباہی جو تقریباً دس ہزار مسلمان باشندگان کانپور پر نازل ہوئی۔ اپنی نوعیت اور ہولناکی کی وجہ سے ہندوستان کی تاریخ میں بالکل بے مثل ہے۔ ہزاروں خانماں برباد مسلمان جو ہندوؤں کی ستم رانیوں سے پہلے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آج اس حالت میں بے گھر اور بے در پھر رہے ہیں۔ کہ رات کو سر چھپانے کی جگہ نہیں نہ اپنا کام یا پیشہ جاری کرنے کے قابل ہیں۔ صدہا یتیم بچے اور بیوہ عورتیں۔ بیسیوں مسلمان جو گرفتار ہو چکے ہیں وہ اور ان کے متعلقین جو زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی دردناک ہے۔ مسلمانوں کے صدہا مکانات سیاہ راکھ کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ شہر کی ۳۲ مساجد جن میں سے اکثر عالی شان اور خوش منظر تھیں۔ انہیں منہدم کر دیا گیا ہے مسلمانانِ پنجاب۔ سرحد اور سندھ کو اپنے کانپور کے مظلوم بھائیوں کی حسبِ توفیق ضرور مدد کرنی چاہیئے۔ اور امدادی رقوم پریسیڈنٹ مسلم ریلیف کمیٹی کانپور کے نام ارسال کرنی چاہئیں۔

مُلک کی خاطر مذہب چھوڑنے والے

پنڈت مدن موہن مالویہ نے ۳ راگست بنارس یونیورسٹی کے طلبہ اور پروفیسروں کے ایک بڑے جلسہ میں جو انہیں روانگی انگلستان سے پیشتر الوداع کہنے کے لئے منعقد کیا گیا۔ تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"مادرِ وطن کی خدمت کے لئے میں اپنے عزیز ترین مذہبی جذبات اور عقائد کو بھی خیر باد کہنے کے لئے پس و پیش نہیں کرونگا۔"

اگرچہ مالوی جی کے عزیز ترین مذہبی جذبات اور عقائد اسی قسم کے ہیں۔ جیسے ویدک دھرم کی سمندر پار جانے کی ممانعت۔ اور انہیں غیر معمولی سمجھ کر ہندو پہلے ہی خیرباد کہہ چکے ہیں۔ تاہم مذہبی عقائد کو ملک کے مقابلہ میں ترک کرنے کے لئے تیار ہو جانا ایسی حرکت ہے جو ہر لحاظ سے قابلِ مذمت ہے۔ مذہب اس تعلق کا نام ہے۔ جو خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ جو شخص دنیوی مفاد کی خاطر خواہ ان کا نام مادرِ وطن کی خدمت ہی کیوں رکھ لیا جائے۔ خدا کو چھوڑتا ہے۔ اور جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو۔ ان پر کوئی دُوسری قوم کیونکر اعتماد کر سکتی ہے سیاسی اور ملکی اغراض کی خاطر مذہبی اعتقادات کی کوئی پرواہ نہ کرنے والے کسی زبانی اقرار یا معاہدہ کی پابندی کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان ان سے اپنے حقوق کے متعلق پہلے تصفیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

کانگرس کا قومی جھنڈا

کانگرس نے حال میں جس رنگ کا قومی جھنڈا رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس کا ذکر کرتا ہوا اخبار "پرتاپ" (۵ راگست) لکھتا ہے:۔

"آریہ ماتر کو یہ سن کر خوشی ہو گی۔ کہ آئندہ ہندوستان کے قومی جھنڈے کا رنگ ایک ہو گا۔ اور وُہ ہو گا زعفرانی رنگ کا۔ اسی رنگ کو کیسری کہتے ہیں۔ اسی رنگ کے دوپٹے سر پر باندھ کر آریہ ویر دُشمنوں سے لڑنے کے لئے میدانِ جنگ میں جایا کرتے تھے۔ کانگرس نے اسے اختیار کر کے ایک پراچین ریت کی پیروی کی ہے۔"

اس فیصلہ کے بعد بھی کیا اس بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ کہ کانگرس ہندو مہاسبھا کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی غرض پراچین ریتوں کو زندہ کرنا۔ اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ اگر جھنڈا کوئی اثر رکھتا ہے۔ اور اس کی غرض کوئی خاص مدعا اور مقصد کا اظہار ہوتا ہے۔ تو کانگرس کے تجویز کردہ جھنڈا کی غرض و غایت یہی ہے۔ کہ اسے ہندو راج کا نشان سمجھا جائے۔ اور ہندوستان کو ہندو راج کے ماتحت دکھایا جائے۔

مسلمانانِ ہند کی بہت بڑی اکثریت جو پہلے ہی کانگرس کے اس قسم کے ارادوں سے واقف ہے۔ اس کے لئے تو کانگرسی جھنڈا کوئی عجیب بات نہیں۔ لیکن وُہ مسلمان جو کانگرس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کانگرس کامیاب ہونے کے بعد مسلمانوں کو مونہہ مانگے حقوق دیدے گی۔ انہیں غور کرنا چاہئے۔ کہ کس طرح ہندو راج کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

گول میز کانفرنس کے نئے مسلمان نمائندے

گول میز کانفرنس کے نمائندوں کے متعلق جو سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ حکومت نے مسلمان نمائندوں میں بعض قابل اصحاب کا اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ پنجاب سے ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ یو پی سے مولانا شوکت علی۔ اور بہار سے مولانا شفیع داؤدی کو نامزد کیا گیا ہے۔ یہ اُس تجویز کے عین مطابق ہے، جو جُون میں جماعت احمدیہ کی نظارت امور عامہ نے وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش کی تھی۔ ان اصحاب کی قابلیت اور قومی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے امید کی جاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کی نمائندگی پہلے سے بھی زیادہ خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ پہلی دفعہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے جس قابلِ تعریف اتحاد اور یکجہتی کا ثبوت دیا تھا۔ اب کے اس سے بھی زیادہ اتحاد اور سرگرمی کی ضرورت ہے، کیونکہ اب کانگرسی ہندوؤں حتیٰ کہ خود گاندھی جی کی شرکت کی وجہ سے مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کے متعلق بہت زیادہ خطرہ کا احتمال ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

سرورِ دو عالم کی ہتک کرنیکا جھوٹا الزام

انجمن "اصلاح المسلمین" دہلی نے اپنے ایک تازہ اشتہار میں جس کا عنوان اراکین انجمن نے "جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دُنیا کی نظر میں" رکھا ہے۔ ایک یہ اعتراض پیش کیا ہے۔ کہ عیاذاً باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔

اس اعتراض کی لغویت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہ دیکھنا کافی ہے۔ کہ وُہ انسان جس کا عقیدہ یہ ہو۔

بعد از خُدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے عشق کا اظہار بایں الفاظ کیا ہو:۔

اُس نُور پر فدا ہُوں۔ اُس کا ہی میں ہُوا ہوں،
وُہ ہے مَیں چیز کیا ہُوں۔ بس فیصلا یہی ہے!

جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی غلامی کی نسبت کا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند تر از وہم وگمان شخصیت کا ان الفاظ میں اعتراف کیا ہو۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے،
اُس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے،

جس نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہو:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے۔ کہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں۔ جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باریتعالیٰ اس عالم گزران سے کوُچ کریں گے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت سیدنا و مولٰنا حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا۔ اور وُہ نعمت بمرتبہ اتمام پہونچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خاتم کتاب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے۔ کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہرگز کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا" (ازالہ اوہام جلد اول ص۱۳۷)

اور جس کا عقیدہ یہ ہو۔ کہ

"وُہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے۔ جو اُسی ذات کامل الصفات (آنحضرتؐ) پر ختم ہو گیا جس کی کیفیت کو پہونچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ وُہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔ سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اُس نبیؐ کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوُا اور اعلےٰ وارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وُہ مقام ہے۔ کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہونچ سکتے"!

(توضیح مرام صفحہ ۲۲۔ تا ۲۷)

کیا ممکن ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ایسا گداز انسان کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکال سکے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین لازم آتی ہو۔ حاشا وکلا۔ ان ھٰذا الّا افکٌ مبین۔

جس عبارت سے معترض نے دھوکا کھایا۔ یا دوسروں کو دھوکا دینا چاہا ہے وُہ ازالہ اوہام کی یہ سطور ہیں۔

"اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابنِ مریم اور دجّال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہُوئی ہو۔ اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھُلی ہو۔ اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہ تک وحیٔ الٰہی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ اور صرف امثلۂ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہانتک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوٰی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور ایسے امور میں اگر وقتِ ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں۔ تو شانِ نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں" (ص۶۹۱)

اس تحریر پُر تنویر کے متعلق معترض لکھتا ہے۔:

"اس عبارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے یعنی جناب مرزا صاحب کو سب کی حقیقت بتائی گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے خبر نہیں دی"!

اول تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کہ:۔

"صرف امثلۂ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوٰی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں"! معترض کی اس سُو فہمی کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں کی خبر نہیں دی گئی۔ کیونکہ جہانتک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوٰی کے ممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اقرار کرتے ہیں۔ کہ اس حد تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دجّال یاجوج و ماجوج اور ابن مریم کی حقیقت بتائی گئی۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ بوقتِ ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں"! مگر ایسی جزئیات کے ظاہر نہ ہونے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک پر کوئی حرف نہیں آیا۔ بلکہ ازالہ اوہام کے اس حوالہ کو اگر بنظر امعان دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ اس میں ہر پہلو سے یہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ ثابت کریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان امور کا بہت حد تک انکشاف فرما دیا گیا تھا۔ اور امثلۂ قریبہ۔ صورِ متشابہ اور امور متشاکلہ کے لحاظ سے اجمالی طور پر سمجھایا گیا تھا۔ البتہ ایسے امور کے ظہور کے وقت کچھ جزئیات غیر معلومہ جو آپ پر ظاہر ہوئیں اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قطعاً کوئی ہتک نہیں۔ بلکہ آپؐ کی فضیلت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کیونکہ اپنے آپ پر صرف ان جزئیات کے ظہور کا ذکر کیا ہے۔ جو خاص زمانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور جن کا اجمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو دجال۔ یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض وغیرہ کے متعلق جزئیات کا علم دیا گیا۔ وُہ ان امور کے ظہور کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔ اور جب آپ کا اقرار ہے۔ کہ کلّ برکۃٍ من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی ہر خیر و برکت کا مبدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی چشمۂ فیض ہے تو یہ بات بھی آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہی حاصل ہُوئی۔ اسی لئے آپ نے فرمایا ہے۔

دِگر استاد را نامے ندانم ❊ کہ خواندم در دبستانِ محمّدؐ

اس لحاظ سے ہر علم میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاگردی سے فیضیاب ہُوئے۔ اور ہر بات جو آپ پر ظاہر کی گئی۔ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہے۔

پس یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دجال اور یاجوج و ماجوج وغیرہ کی حقیقت بتلائی گئی۔ مگر ان امور کی بعض جزئیات جو وقتِ ظہور سے تعلق رکھتی ہیں۔ وُہ ظاہر نہ ہوئیں۔ اور اس میں شُبہ ہی کیا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعارات میں ان امُور کا ذکر نہ فرماتے۔

ایک اور حوالہ جو معترض نے پیش کیا ہے۔ وُہ بھی ازالہ اوہام کا ہی ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھنے میں انبیاء علیہم السلام سے بھی اجتہادی غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ اس پر لکھا ہے۔:

"ہم مرزائی صاحبان سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ ایک حدیث ہی دکھائیں۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔ کہ میں نے پیشگوئی کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اگر آپ نہ دکھا سکیں۔ تو پھر فرمائیں۔ کہ غلط بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کرنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں"؟

چونکہ مطالبہ حدیث کا ہے۔ اس لئے بخاری کی سی معتبر کتاب کی ایک حدیث بلفظہٖ درج کی جاتی ہے۔ بخاری میں آتا ہے:۔ قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیتُ فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارضٍ بھا نخلٌ فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی مدینۃ یثرب (باب الہجرۃ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے رؤیا دیکھی۔ کہ میں مکہ سے ایک ایسی سر زمین کی طرف ہجرت کر کے گیا ہُوں۔ جہاں کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ اس سے میرا خیال ہُوا کہ میں یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت کرونگا۔ مگر جب میں نے ہجرت کی۔ تو معلوم ہُوا۔ اللہ تعالےٰ کے علم میں ایسی جگہ سے مراد مدینہ تھی۔ بتایئے کیا صاف الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اجتہادی غلطی کا اقرار نہیں فرمایا۔ پس اجتہادی غلطی انبیاء سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ عقائد کی کتابوں میں بھی لکھا ہے:۔ ان النبی قد یجتھد فیکون خطأً کما ذکر الاصولیون وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبیا و...

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف زبانوں کے الہامات

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک عظیم الشان صفت جس کا قریباً ہر زمانے میں ظہور ہوتا رہا۔ اور جس کی ضرورت اور اہمیت فطرت انسانی کے اندر مرکوز ہے۔ اس کا کلام کرنا ہے۔ درحقیقت اگر ہمارا کوئی خالق و مالک ہے۔ اور جیسا کہ ہم حق الیقین رکھتے ہیں۔ ہمیں ایک بالا ہستی نے پیدا کیا ہے۔ تو لازماً فطرت اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ وہ محبوب جس کی محبت کے ہم دعویدار ہیں۔ اور وہ دلبر ازل جس کی ملاقات اور وصال کے ہم خواہشمند ہیں۔ کسی نہ کسی رنگ میں ہم پر اپنی محبت کا اظہار کرے۔ اگر انسان لمبے مجاہدات اور کوششوں کے بعد بھی اپنے محبوب کی شیریں کلام سے لطف اندوز نہ ہو سکے۔ اور اس کا جلوہ نہ دیکھ سکے۔ تو اس کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ جس ہستی کی تلاش انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ وہ ہے ہی نہیں۔ یا یہ کہ وہ ہستی ہے تو سہی۔ لیکن اس میں کلام کرنے اور اپنے طالبوں کو جواب دینے کی طاقت نہیں۔ مگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ یہ بات کہ خدا ہے ہی نہیں۔ اسے ایک طرف تو عقل باطل قرار دیتی ہے۔ اور دوسری طرف فطرت انسانی جھوٹا سمجھتی ہے۔ نیز نظام عالم اور قانون نیچر بھی باطل قرار دیتا ہے۔ اتنا بڑا کارخانہ عالم بتا رہا ہے۔ کہ اس کے چلانے والی ہستی ضرور ہے۔ دوسری بات اس لئے غلط ہے۔ کہ یہ خدا کی شان کے قطعاً خلاف ہے۔ کہ اس میں اپنے بندوں کی آواز سننے اور انہیں جواب دینے کی طاقت نہ ہو۔ پس یہ نہایت ضروری بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے ان بندوں سے جو اپنے قلوب میں اس کے لئے سچی تڑپ رکھتے اور اسے پانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہمکلام ہو۔

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

ورنہ جب ہم اس کو پانے کے لئے چیختے ہیں۔ اور وہ نہیں سُنتا۔ ہم چلاتے ہیں۔ اور وہ توجہ نہیں کرتا۔ تو ایسا خدا اصولِ محبت کے ماتحت محبت کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا تعالےٰ اپنے بندوں سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والی ہستی ہے۔ اگر اس کی یہ صفت ہے۔ کہ وہ ودود ہے۔ یعنی اپنی مخلوق سے بیحد محبت رکھتا ہے۔ تو دوسری طرف اس کی یہ بھی صفت ہے۔ کہ وہ متکلم ہے۔ اپنے عشاق سے ہمکلام بھی ہوتا ہے۔ طور کا ماجرا اسی داستان محبت کا ایک باب ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل کا اُترنا۔ حضرت عیسےٰ کا روح اللہ۔ حضرت ابراہیم ؑ کا خلیل اللہ۔ حضرت اسمٰعیل ؑ کا ذبیح اللہ۔ اور حضرت آدم ؑ کا صفی اللہ کہلانا اسی راز کو آشکار کر رہا ہے۔ اُس خدا نے ہر زمانہ میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ بخیل نہیں۔ بلکہ تمام حُسن اور وفا اس کے اندر جمع ہے۔ اگر ایک طرف وہ اپنے حسن کی بے مثال کشش رکھتا ہے۔ تو دوسری طرف اس کی محبت اور وفا کا پہلو اتنا غالب ہے۔ کہ اگر کوئی انسان اس کی طرف ایک قدم بڑھتا ہے۔ تو وہ دس قدم اس کی طرف آتا ہے۔ اگر انسان اس کی طرف چلکر آتا ہے۔ تو وہ دوڑ کر اسے ملتا ہے پس ایسا خدا جو تمام صفات حسنہ کا جامع ہے۔ اس کے متعلق ایک لمحہ بھر کے لئے بھی یہ خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اپنے کسی عاشق صادق سے ہمکلام نہ ہو۔ اگر اب وہ اپنے بندوں سے کلام نہیں کر سکتا۔ تو پہلے کیوں کرتا رہا۔ اور کلّم اللہ موسیٰ تکلیماً کیوں قرآن میں آیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار جو پیغمبر ہوئے۔ ان پر کیوں اپنے اسرار غیبیہ منکشف کرتا رہا۔

بد قسمتی کہہ لیجئے۔ یا فقدان محبت الٰہی کا ثبوت سمجھ لیجئے۔ عام مسلمان اب یہی سمجھتے ہیں۔ کہ خدا اب کسی سے کلام نہیں کرتا۔ گویا جس طرح انسان ایک پتھر کے بُت سے یہ امید نہیں رکھ سکتا۔ کہ وہ کبھی اس کی کسی التجا کا جواب دیگا۔ اسی طرح انہیں خدا کے متعلق یہ سوءظن ہے۔ کہ اب کسی سے کلام نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے ضلالت اور گمراہی کے اس گڑھے سے نکالنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ خدا آج بھی اُسی طرح کلام کرتا ہے۔ جس طرح پہلے کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ پر خدا نے اتنی کثرت سے اسرارِ غیب کا انکشاف فرمایا۔ اور اتنی صراحت سے انہیں پورا فرمایا کہ لاکھوں سعید الفطرت انسانوں کو اقرار کرنا پڑا۔ کہ فی الواقعہ آپ سے خدا کلام کرتا ہے۔ اور چونکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے دنیا کی تمام اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ اور اشاعت ہدایت کے زمانہ میں مبعوث فرمائے گئے۔ اس لئے مختلف زبانوں میں آپ پر الہامات کا نزول ہُوا۔ آپ کی مذہبی زبان چونکہ عربی تھی۔ اور چونکہ یہی زبان ام الالسنہ ہے۔ اس لئے آپ پر بیشتر الہامات عربی زبان میں نازل ہوئے۔ پھر اس لئے کہ چونکہ آپ اہلِ ہند میں مبعوث ہوئے۔ آپ پر اردو زبان میں بھی جو ہندوستان میں سب زبانوں سے زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے الہامات ہوئے۔ پھر چونکہ پنجاب کو آپ کا مولد ہونے کا فخر حاصل ہُوا۔ اس لئے آپ پر پنجابی زبان میں الہام ہوئے۔ پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے لحاظ سے آپ پر ہندی اور انگریزی میں الہام ہوئے۔ اور اس لئے کہ آپ فارسی النسل وہ موعود تھے۔ جو ایمان کو ثُریا سے واپس لائے۔ آپ پر فارسی میں بھی الہام ہوئے۔ پس آپ چونکہ موعودِ کل ادیان تھے۔ اس لئے نامی مذاہب کی مذہبی یا ملکی زبانوں میں آپ پر الہامات ہوئے۔ مگر تعجب ہے۔ ”الکلام الفصیح“ کا مصنف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے۔

” لازم تو یہ تھا۔ کہ ان پر وحی ان کی زبان میں ہوتی جس کو وہ جانتے تھے۔ یعنی پنجابی زبان میں۔ حالانکہ مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو انگریزی میں بھی وحی ہوئی“ صفحہ ۸

معلوم ہوتا ہے۔ معترض کو اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب پر پنجابی میں بھی الہام ہوئے۔ مثلاً یہ کہ ؎

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو
عشقِ الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

میرا دشمن ہلاک ہو گیا۔ ہُن اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے

پس خدا تعالیٰ کی خاص حکمت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مختلف زبانوں میں الہام ہوئے۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ آپ ہی وہ موعود کل ادیان ہیں۔ جس کے لئے تمام قومیں چشم براہ ہیں۔

آپ کے آنے سے دنیا نے حقیقی خدا دیکھا۔ اور آپ کے الہامات پورے ہوتے دیکھ کر یقین ہُوا۔ کہ اب بھی خدا اپنے بندوں سے اسی طرح کلام کر سکتا ہے۔ جس طرح وہ آج سے پہلے اپنے صلحاء و انبیاء سے ہمکلام ہوتا رہا۔ وہ رب العالمین ہے۔ جس طرح اس کی جسمانی ربوبیت ہر زمانہ میں جاری ہے۔ اسیطرح اس کے روحانی فیوض بھی ہمیشہ جاری ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ انسان ان کے حصول کے لئے صحیح طریق پر جدوجہد کرے۔ اور وہ صحیح راستہ یہی ہے کہ انسان اس کے مامور و مرسل پر ایمان لائے۔ اس کے ارشادات پر عمل کرے۔ اور اس کے اسوۂ حسنہ پر چلے؛

تاریخ اسلام

نیّرِ رسالت مدینہ منورہ میں

چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مدینہ میں پہنچ چکی تھی۔ اس لئے مشتاقان جمال رسالت ہر روز علی الصباح پیشوائی کے لئے شہر سے باہر نکل آتے۔ اور دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد مایوس ہو کر واپس چلے جاتے۔ ایک دن جب کہ واپس جا رہے تھے۔ تو ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آتے دیکھ کر مسلمانوں کو اطلاع دی یہ خوشخبری سن کر ان کی خوشی کی حد نہ رہی۔ اور ہتھیار بند ہو کر استقبال کے لئے جمع ہو گئے۔

قبا میں قیام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں قیام فرمایا جو مدینہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ جہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ اکثر اکابر صحابہ جو ہجرت کر کے آئے تھے۔ اس وقت تک انہی کے مہمان تھے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام کے ایام رہائش کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے چودہ روز کا قیام لکھا ہے

مسجد قبا کی تعمیر

یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسجد تعمیر کی۔ کلثوم بن الہدم جو قبائل قبا کے رئیس تھے۔ ان کی زمین پر یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اور شاہنشاہ ہر دوسرا نے اپنے مخلص صحابہ کی معیت میں خانہ خدا کی تعمیر کے لئے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔

پہلی نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ

قباء میں چودہ روز یا کم و بیش رہائش کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے آپ نے وہیں نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ سب سے پہلی نماز جمعہ اور پہلا خطبہ ہے۔

پُراخلاص استقبال

جب آپ شہر کے قریب پہونچے تو عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے مسرت و انبساط کے ساتھ شعر پڑھ رہے تھے۔ اور تمام انصار ہتھیار لگا کر دو رویہ استقبال کے لئے کھڑے تھے۔

حضرت ابوایوب کے مکان پر رہائش

اس بات پر بہت کشمکش ہوئی۔ کہ حضور علیہ السلام کی میزبانی کا شرف کسے حاصل ہو آخر آپ نے فیصلہ فرما دیا۔ کہ میری اونٹنی جس جگہ بیٹھ جائے وہی میری جائے قیام ہوگی۔ سو اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اس روایت میں اختلاف بھی ہے مولانا شبلی نے لکھا ہے آپ کی جائے اقامت کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کیا گیا تھا۔ بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کو اپنی رہائش کا فخر بخشا۔ یہ مکان دو منزلہ تھا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی تھی۔ اس لئے آپ نے نیچے کے حصہ میں رہنا پسند فرمایا۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا اخلاص

حضرت ابوایوب دونو وقت کھانا بھیجتے۔ اور جو باقی بچ رہتا۔ اسے تبرک سمجھ کر معہ اپنی بیوی کے کھاتے۔ ان کے اخلاص کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن اوپر کے حصہ میں پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ اور چونکہ خدشہ تھا۔ کہ پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمرہ میں نہ گرے۔ اس لئے حضرت ایوب نے پانی کو فوراً سمیٹ لینے کے لئے گھر میں جو ایک ہی لحاف تھا۔ وہ اٹھا کر اس پر ڈال دیا۔ اور اس میں پانی جذب کر لیا۔ حضرت ابوایوب انصاری کی قبر قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ ۵۲ھ ہجری میں یعنی حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت میں لشکر اسلامی کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ اور لڑائی میں شہادت پا کر وہیں دفن ہوئے

مدینہ میں مسجد نبویؐ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ماہ تک یہیں قیام فرمایا۔ اور اس جگہ کو خرید کر جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ مسجد اور حجروں کی تعمیر شروع کر دی۔ ان بچوں نے یہ زمین مفت نذر کرنی چاہی مگر آپ نے اسے منظور نہ فرمایا۔ اور حضرت ابوایوب نے اس کی قیمت ادا کر دی۔ اس مقام پر کچھ قبریں تھیں جنہیں اکھاڑ کر ہموار کر دیا۔

یہ مسجد بالکل سلوہ اور تکلفات زمانہ سے خالی تھی دیوار کچی اینٹوں کی تھی۔ جن پر کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی گئی۔ اور کھجور کی لکڑی کے ستون بنائے گئے۔ فرش بالکل نہ تھا۔ جب بارش ہوتی۔ تو پانی اس کثرت سے ٹپکتا۔ کہ اندر کیچڑ ہو جاتا۔ اس مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ مگر تحویل کعبہ پر شمالی جانب ایک اور دروازہ نکال کر اس کا رخ درست کر لیا گیا۔

اخوت دینی کا شاندار نظارہ

مہاجرین اگرچہ محنت و مشقت کے خوگر تھے۔ مگر چونکہ نہایت بے سرو سامانی کے ساتھ اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ نیز اس وجہ سے کہ وہ مدینہ کے حالات سے ناواقف تھے۔ اس لئے ان کے قیام و طعام کا کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔ اور وہ گویا انصار کے مہمان کی حیثیت سے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ تا یہ بھی اپنے وطن کی طرح یہاں کاروبار کر سکیں۔ انصار نے اخوت دینی کا یہ شاندار نمونہ پیش کیا۔ کہ اپنے ان دینی بھائیوں کو گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ دیدیا۔ اور انہیں ان میں سے نصف کا مالک تسلیم کر لیا۔ حتیٰ کہ سعد بن الربیع کی جو عبدالرحمٰن بن عوف کے بھائی بنائے گئے دو بیویاں تھیں۔ وہ ایک کو اپنے بھائی کی خاطر طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے۔ انصار کے کھجوروں کے باغات وغیرہ سب میں مہاجرین حصہ دار تھے جب کوئی فوت ہوتا۔ تو اس کا بھائی مہاجر اس کا وارث [illegible] اور یہ دستور جاری رہا۔ حتیٰ کہ جنگ بدر کے بعد [illegible] کی اعانت کی ضرورت نہ رہی [illegible] سورۃ الانفال [illegible] اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض نازل ہوئی۔

مہاجرین کی محنت و مشقت

مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مہاجرین انصار کے سر پر ایک بار بن کر بیٹھ گئے۔ بلکہ وہ سب محنت و مشقت میں مشغول ہو گئے۔ اور ان میں سے بعض نے بہت مال و دولت پیدا کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ انہوں نے تجارت شروع کی۔ اور آخر کار اتنے بڑے تاجر بن گئے۔ کہ سات سو اونٹوں پر لد کر ان کا سامان تجارت آتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سنح کے مقام پر کپڑے کا کارخانہ کھول لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کی خرید و فروخت کا کام شروع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت کرنے لگے۔ اور بڑھتے بڑھتے ان کی تجارت کا حلقہ ایران تک وسیع ہو گیا۔ اسی طرح اور مہاجر بھی مختلف کام کرنے لگے۔

مدینہ میں آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو دو اونٹ اور پانسو درہم یعنی قریباً ڈیڑھ سو روپیہ بطور خرچ دے کر مکہ روانہ کیا۔ تا وہ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں اور حرم کو لے آئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بھی ان کے ساتھ تھے۔

یہودیوں سے معاہدہ

مدینہ پہونچنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور انصار کے درمیان ایک معاہدہ کرایا۔ جس کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں۔ کہ دونو قومیں باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گی اور بوقت جنگ ایک دوسرے کی امداد کریں گی۔ مدینہ پر حملہ کرنیوالے کا مل کر مقابلہ کریں گی ایک فریق نے صلح پر کسی دشمن کی دوسرے فریق سے بھی صلح سمجھی جائیگی۔ اور کوئی فریق قریش کو امان نہ دیگا۔

نیرّ رسالت مدینہ منورہ میں

چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مدینہ میں پہنچ چکی تھی۔ اس لئے مشتاقان جمال رسالت ہر روز علی الصباح پیشوائی کے لئے شہر سے باہر نکل آتے۔ اور دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد مایوس ہوکر واپس چلے جاتے۔ ایک دن جب کہ واپس جارہے تھے۔ تو ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آتے دیکھ کر مسلمانوں کو اطلاع دی یہ خوشخبری سن کر ان کی خوشی کی حد نہ رہی۔ اور ہتھیار بند ہوکر استقبال کے لئے جمع ہو گئے۔

قبا میں قیام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں قیام فرمایا جو مدینہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ جہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ اکثر اکابر صحابہ جو ہجرت کرکے آئے تھے۔ اس وقت تک انہی کے مہمان تھے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام کے ایام رہائش کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے چودہ روز کا قیام لکھا ہے۔

مسجد قبا کی تعمیر

یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسجد تعمیر کی۔ کلثوم بن الہدم جو قبائل قبا کے رئیس تھے۔ ان کی زمین پر یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اور شاہنشاہ ہر دوسرا نے اپنے مخلص صحابہ کی معیت میں خانہ خدا کی تعمیر کے لئے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔

پہلی نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ

قبا میں چودہ روز یا کم وبیش رہائش کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت ہوگیا۔ چونکہ جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے آپ نے وہیں نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ سب سے پہلی نماز جمعہ اور پہلا خطبہ ہے۔

پُر اخلاص استقبال

جب آپ شہر کے قریب پہونچے تو عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے مسرت وانبساط کے ساتھ شعر پڑھ رہے تھے۔ اور تمام انصار ہتھیار لگاکر دورویہ استقبال کے لئے کھڑے تھے۔

حضرت ابوایوب کے مکان پر رہائش

اس بات پر بہت کشمکش ہوئی۔ کہ حضور علیہ السلام کی میزبانی کا شرف کسے حاصل ہو آخر آپ نے فیصلہ فرمادیا۔ کہ میری اونٹنی جس جگہ بیٹھ جائے وہی میری جائے قیام ہوگی۔ سو اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اس روایت میں اختلاف بھی ہے مولانا شبلی نے لکھا ہے آپ کی جائے اقامت کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کیا گیا تھا۔ بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کو اپنی رہائش کا فخر بخشا۔ یہ مکان دو منزلہ تھا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی آمدورفت جاری رہتی تھی۔ اس لئے آپ نے نیچے کے حصہ میں رہنا پسند فرمایا۔

حضرت ابوایوبؓ کا اخلاص

حضرت ابوایوب دونو وقت کھانا بھیجتے۔ اور جو باقی بچ رہتا۔ اسے تبرک سمجھ کر معہ اپنی بیوی کے کھاتے۔ ان کے اخلاص کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن اوپر کے حصہ میں پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ اور چونکہ خدشہ تھا۔ کہ پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمرہ میں نہ گرے۔ اس لئے حضرت ابو ایوب نے پانی کو فوراً سمیٹ لینے کے لئے گھر میں جو ایک ہی لحاف تھا۔ وہ اٹھاکر اس پر ڈال دیا۔ اور اس میں پانی جذب کرلیا۔ حضرت ابوایوب انصاری کی قبر قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ ۵۲ھ ہجری میں یعنی حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت میں لشکر اسلامی کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ اور لڑائی میں شہادت پاکر وہیں دفن ہوئے۔

مدینہ میں مسجد نبویؐ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ماہ تک یہیں قیام فرمایا۔ اور اس جگہ کو خرید کر جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ مسجد اور حجروں کی تعمیر شروع کردی۔ ان بچوں نے یہ زمین مفت نذر کرنی چاہی مگر آپ نے اسے منظور نہ فرمایا۔ اور حضرت ابوایوب نے اس کی قیمت اداکردی۔ اس مقام پر کچھ قبریں تھیں جنہیں اکھاڑ کر ہموار کردیا۔

یہ مسجد بالکل سادہ اور تکلفات زمانہ سے خالی تھی دیواریں کچی اینٹوں کی تھی۔ جن پر کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی گئی۔ اور کھجور کی لکڑی کے ستون بنائے گئے۔ فرش بالکل نہ تھا۔ جب بارش ہوتی۔ تو پانی اس کثرت سے ٹپکتا۔ کہ اندر کیچڑ ہوجاتا۔ اس مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ مگر تحویل کعبہ پر شمالی جانب ایک اور دروازہ نکال کر اس کا رخ درست کرلیا گیا۔

اخوت دینی کا شاندار نظارہ

مہاجرین اگرچہ محنت ومشقت کے خوگر تھے۔ مگر چونکہ نہایت بے سروسامانی کے ساتھ اپنے گھر [illegible] نیز اس وجہ سے کہ وہ مدینہ کے حالات سے نا[illegible] ان کے قیام وطعام کا کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔ اور وہ کے مہمان کی حیثیت سے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنادیا۔ تا یہ بھی اپنے وطن کی طرح یہاں کاروبار کرسکیں۔ انصار نے اخوت دینی کا یہ شاندار نمونہ پیش کیا۔ کہ اپنے ان دینی بھائیوں کو گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ دیدیا۔ اور انہیں ان میں سے نصف کا مالک تسلیم کرلیا۔ حتیٰ کہ سعد بن الربیع کی جو عبدالرحمٰن بن عوف کے بھائی بنائے گئے دو بیویاں تھیں۔ وہ ایک کو اپنے بھائی کی خاطر طلاق دینے پر آمادہ ہوگئے۔ انصار کے کھجوروں کے باغات وغیرہ سب میں مہاجرین حصہ دار بن گئے۔ جب کوئی فوت ہوتا۔ تو اس کا بھائی مہاجر اسی کا وارث ٹھہرتا۔ اور یہ دستور جاری رہا۔ حتیٰ کہ جنگ بدر کے بعد مہاجرین کو کی اعانت کی ضرورت نہ رہی۔ اور سورۃ الانفال کی آیت و اولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض نازل ہوئی۔

مہاجرین کی محنت ومشقت

مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مہاجرین انصار کے سر پر ایک بار بن کر بیٹھ گئے۔ بلکہ وہ سب محنت ومشقت میں مشغول ہوگئے۔ اور ان میں سے بعض نے بہت مال ودولت پیدا کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ انہوں نے تجارت شروع کی۔ اور آخرکار اتنے بڑے تاجر بن گئے۔ کہ سات سو اونٹوں پر لدکر انکا سامان تجارت آتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنح کے مقام پر کپڑے کا کارخانہ کھول لیا۔ حضرت عثمانؓ نے کھجوروں کی خرید وفروخت کا کام شروع کیا۔ حضرت عمرؓ بھی تجارت کرنے لگے۔ اور بڑھتے بڑھتے ان کی تجارت کا حلقہ ایران تک وسیع ہوگیا۔ اسی طرح اور مہاجر بھی مختلف کام کرنے لگے۔

مدینہ میں آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو دو اونٹ اور پانسو درہم یعنی قریباً ڈیڑھ سو روپیہ بطور خرچ دے کر مکہ روانہ کیا۔ تا وہ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں اور حرم کو لے آئیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بھی ان کے ساتھ تھے۔

یہودیوں سے معاہدہ

مدینہ پہونچنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور انصار کے درمیان ایک معاہدہ کرایا۔ جس کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں۔ کہ دونو قومیں باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گی اور بوقت جنگ ایک دوسرے کی امداد کرینگی۔ مدینہ پر حملہ کرنیوالے کا مل کر مقابلہ کرینگی ایک فریق جیسے صلح پر کسی دشمن کی دوسرے فریق سے بھی صلح سمجھی جائیگی۔ اور کوئی فریق قریش کو امان نہ دیگا۔

تحقیق الادیان

بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ

پہلی دلیل

قدامت روح و مادہ کے ابطال کے لئے رگ وید، یجروید، سام اور اتھروید کے بعض حوالجات نیز شاستروں سے بعض شواہد ایک گزشتہ قسط میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں اسی موضوع پر بعض دیگر دلائل ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۴ پر لکھتے ہیں۔

’’تین چیزیں انادی ہیں۔ روح مادہ ایشور‘‘

مگر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۹ پر تین کی بجائے پانچ چیزوں کو انادی بتاتے ہیں۔ جو روح۔ مادہ۔ خدا۔ آکاش اور زمانہ ہیں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۳ پر آکاش کے انادی ہونے کی یہ دلیل دیتے ہیں۔ ’’کہ بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرماتوں کہاں ٹھہر سکیں‘‘ گویا آکاش کے بغیر چونکہ روح و مادہ نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ اس لئے لازماً آکاش یعنی فضا بھی انادی ہے۔

یہ دلیل جو سوامی جی نے پیش کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جس قدر اشیاء انادی مانی جاتی ہیں۔ وہ سب کی سب آکاش ہی کے سہارے قائم ہیں۔ کیونکہ اگر آکاش نہ ہوتا۔ تو بقول سوامی جی یہ انادی اشیاء نہ ٹھہر سکتیں۔ مگر سوامی جی نے اپنی ایک دوسری تصنیف رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے۔ کہ آکاش مخلوق ہے۔ اصل عبارت یہ ہے ’’اس پرش (ایشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنے والی سامرتھ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا۔ اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا۔ اور شروتر یعنی آکاش صورت قدرت سے آکاش پیدا ہوا‘‘ چونکہ یہ بات مسلم ہے کہ جو شے مخلوق ہوگی۔ وہ ناش بھی ضرور ہوگی۔ اور جب آکاش کا مخلوق ہونے کی وجہ سے ناش ہونا ثابت ہوگیا۔ تو روح و مادہ کا ناش ہونا بدرجۂ اولیٰ ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ بقول سوامی جی ’’اگر آکاش نہ ہو۔ تو روح و مادہ کہاں ٹھہریں‘‘۔ جب ظرف ہی نہ ہو۔ تو مظروف کہاں رہا۔ چونکہ ظرف کے بغیر مظروف کا قیام محال ہے۔ اس لئے جب ظرف یعنی آکاش حادث و فانی ثابت ہوگیا۔ تو مظروف یعنی روح و مادہ بھی حادث اور فانی ٹھہرے۔

دوسری دلیل

حدوث روح و مادہ پر دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ سوامی جی ستیارتھ پرکاش اردو صفحہ ۲۲۹ باب ۷ سوال نمبر ۱۰ کے جواب میں لکھتے ہیں ’’برہم ہمیشہ ایک ہے۔ جیو اور پرکرتی کے عناصر بہت سے ہیں‘‘

ان الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ جہاں پرکرتی یعنی مادہ کے بہت سے عناصر ہیں وہاں جیو یعنی روح کے بھی بہت سے عناصر ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جس چیز کے عناصر ہونگے۔ وہ مرکب ہوگی۔ اور مرکب کا ازلی اور غیر مخلوق ہونا محال ہے۔ چنانچہ سوامی جی نے بھی یہ اصل تسلیم کیا اور لکھا ہے ’’جو شئے ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ ترکیب سے پیشتر نہیں ہوتی‘‘ (ستیارتھ صفحہ ۲۵۱) پس خود بانی آریہ سماج کے اقوال سے ہی روح و مادہ کا ازلی ہونا باطل ہوگیا۔

سوامی جی نے ایک اور جگہ بھی روح میں ترکیب و تفریق کا ہونا تسلیم کیا ہے۔ اور وہ ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۲۴۲ ہے۔ جہاں باب ۷ سوال ۱۳ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

سوال۔ ’’جیو جسم کے اندر علیحدہ وجود (بسیط) ہے یا بری جیں‘‘ (مقامی)

جواب۔ ’’بری جیں اگر جیو ہوتا تو عالم بیداری۔ سپنے کی نیند گہری نیند مرنا۔ جنم لینا۔ ترکیب۔ تفریق۔ جانا آنا ہرگز نہ ہوسکتا۔ پس جیو محدود العلم مگر محدود المقام مگر لطیف ہے‘‘۔

اب جبکہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ روح میں ترکیب و تفریق پائی جاتی ہے۔ تو اس کے حادث ہونے میں بھی کوئی شبہ نہ رہا۔ کیونکہ جس چیز میں ترکیب و تفریق کا دخل ہو۔ وہ سوامی جی کے اپنے مقرر کردہ اصل کے ماتحت حادث ثابت ہوتی ہے کیونکہ مرکب شئے حادث اور مخلوق ہوتی ہے۔ اور ’’جو ترکیب سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتا‘‘ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴) پس چونکہ روح میں ان دو امور کا پایا جانا سوامی جی کو بھی مسلم ہے۔ اس لئے یہ بھی ازلی نہ رہی۔ بلکہ حادث اور مخلوق ثابت ہوئی۔

تیسری دلیل

قدامت روح و مادہ کے ابطال پر ایک اور دلیل مشہور آریہ سماجی سوامی درشنانند جی کا یہ بیان ہے۔ کہ ’’جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ حالتیں بدلتی اور ناش ہوجاتی ہے۔ اور جو چیز حالت بدلتی ہے۔ وہ پیدا شدہ اور حالت بدلنے والی ہے۔ جو چیز حالت بدلتی ہے وہ پیدا شدہ ہے‘‘ (ایشور پار حصہ اول صفحہ ۳)

ان الفاظ میں یہ اصل بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو چیز حالتیں بدلتی اور تغیرات سے اثر پذیر ہوتی ہے۔ وہ ازلی اور غیر مخلوق نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یقیناً حادث اور مخلوق ہوگی۔ جب اس کلیہ کے ماتحت روح پر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ جس قدر روح پر تغیرات وارد ہوتے ہیں۔ اتنے اور کسی چیز پر نہیں آتے۔ اس کی تردید آریہ سماجی بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تناسخ کی رو سے آج ایک روح اگر انسانی شکل میں ہے۔ تو کل حیوان کی شکل میں۔ پھر روحوں کا بندر۔ سؤر۔ درختوں اور سبزیوں وغیرہ کے قالبوں میں جانا تو خود ان کے مسلمات میں داخل ہے۔ پس جب وہ خود یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ تو صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ روح تغیرات سے اثر قبول کرتی اور حالتیں بدلتی رہتی ہے۔ کبھی صاحب کلام ہوتی ہے۔ تو کبھی قوت کلام سے خالی اور ادراک سے معرا۔ پس یہ تمام تغیرات روح کے حادث ہونیکا ثبوت ہیں۔ کیونکہ سوامی درشنانند جی نے تسلیم کیا ہے ’’جو چیز حالت بدلتی ہے۔ وہ پیدا شدہ ہے‘‘۔

چوتھی دلیل

ان متذکرہ بالا دلائل کے علاوہ حدوث روح و مادہ کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول کے شروع میں لکھا ہے ’’جو کل میں ہوتا ہے وہ جزو میں ہوتا ہے۔ اور جو کل میں نہیں وہ جزو میں بھی ناممکن ہے‘‘۔ اب اگر یہ اصل صحیح ہے۔ تو آریہ سماجی بتلائیں۔ کہ موجودہ کائنات عالم میں ترکیب پائی جاتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ نہیں تو یہ مشاہدہ کے خلاف ہے۔ اور اگر تسلیم کیا جائے۔ کہ کائنات عالم میں ترکیب موجود ہے۔ تو کیا اس کل کے اجزا میں بھی ترکیب ہے۔ یا نہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ کل میں تو ترکیب ہے لیکن جزو میں نہیں۔ تو اس سے پنڈت لیکھرام کا بیان کردہ اصل باطل ٹھہرتا ہے۔ یعنی یہ کہ ’’جو کل میں ہوتا ہے۔ وہ جزو میں ہوتا ہے۔ اور جو کل میں نہیں وہ جزو میں بھی ناممکن ہوتا ہے‘‘۔ جب کل کائنات عالم میں ترکیب مان لی۔ تو اس کل کے جزو میں ترکیب سے کیوں انکار ہے؟ پس لازماً تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جیسے اس کائنات یعنی کل میں ترکیب ہے۔ اسی طرح اس کل کے اجزا یعنی روح و مادہ میں بھی ترکیب ہے۔ اور جب ترکیب کو مان لیا۔ تو وہ مادہ جسے غیر فانی بتلایا جاتا ہے۔ مرکب ٹھہرا۔ اور مرکب ہونے کے باعث وہ حادث اور مخلوق ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند جی کے علاوہ سوامی درشنانند جی نے بھی ویشیشک درشن کے صفحہ ۱۱۹ پر تسلیم کیا ہے۔ کہ ’’ہر ایک مرکب شئے انتیہ یعنی ممکن الوجود ہے‘‘۔ اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ممکن الوجود واجب الوجود اور غیر مخلوق نہیں ہوسکتا۔

پانچویں دلیل

روح و مادہ کے حدوث پر ایک اور دلیل یہ ہے۔ کہ یہ امر مسلمۂ فریقین ہے۔ کہ واجب الوجود وہی ذات پاک کہلا سکتی ہے۔ جو خود بخود ہو۔ اور جسے اپنی ہستی کے قیام کے لئے کسی غیر کی احتیاج نہ ہو۔ جیسا کہ سوامی درشنانند جی نے ویشیشک درشن صفحہ ۱۱۶ پر لکھا ہے ’’جو چیز موجود ہو۔ لیکن اپنی ہستی کے واسطے کسی دوسرے کارن یعنی علت کی محتاج نہ ہو۔ وہ نتیہ یعنی واجب الوجود ہے۔ اس کے مخالف جو کسی کال (زمانہ) میں ہو اور کسی میں نہ ہو۔ اور جو اپنی ہستی کے واسطے کارن یعنی علت کا محتاج ہو۔ وہ انتیہ یعنی ممکن الوجود ہے‘‘۔ گویا سوامی جی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ واجب الوجود وہی ہوگا۔ جو اپنی ہستی کے قیام کے لئے کسی غیر کا محتاج نہ ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ روح و مادہ جنہیں غیر مخلوق بتایا جاتا ہے۔ واجب الوجود ہیں یا ممکن الوجود یعنی ان کی ہستی کا قیام کسی غیر کے واسطے اور سہارے سے ہے یا بالذات سو اس کے لئے سوامی دیانند جی کی مندرجہ ذیل عبارت قابل مطالعہ ہے لکھتے ہیں ’’خلا کی پیدائش کیسے ہوئی۔ کیونکہ یہ تو شے ہر جگہ پھیلی ہوئی اور نہایت لطیف ہے۔ اور اوپر نیچے یکساں ہے۔ جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تھا۔ تو خدا جہان کی علت مادی اور جیو کہاں رہتے تھے۔ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی‘‘ (ستیارتھ باب ۱۳ صفحہ ۵۱۵) اس جگہ سوامی جی نے نہ صرف روح اور مادہ کو بلکہ ۴ خدا وند تعالیٰ کو بھی جگہ کا محتاج قرار دیدیا۔ اور اس امر کو صفحہ ۲۵۳ میں بھی تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’در حقیقت آکاش کی پیدائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرماتوں کہاں ٹھہر سکیں‘‘۔ جب سوامی جی کی تحریرات سے ہی یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ روح و مادہ کو اپنی ہستی کے قیام کے لئے آکاش کی احتیاج ہے۔ تو یہ روح و مادہ واجب الوجود کی تعریف سے نکل گئے۔ کیونکہ واجب الوجود وہی ہوسکتا ہے۔ جسے کسی دوسری چیز کی احتیاج نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ روح و مادہ کے انادی ہونے کا عقیدہ بالکل فاسد ہے۔ قرآن مجید آج سے تیرہ سو سال پہلے اس کا ابطال یہ کہکر کر دیا تھا۔ قل الروح من امر ربی۔ روح ربی کے حکم سے پیدا ہوئی ہے۔ اسی جگہ اسلام نے بڑے زور سے دعویٰ کیا ہے۔ کہ روحیں انادی نہیں۔ بلکہ وہ خدا کے امر سے پیدا شدہ ہیں۔

مراسلات

مسلمانانِ کشمیر ہمت اور استقلال سے کام لیں

"اس وقت مسلمانانِ کشمیر پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ ملک میں اتنی بڑی اکثریت رکھنے والی اور ملک کی حقیقی مالک قوم اس قدر ذلیل اور رسوا کی جائے۔ ایسی پائمال اور بدحال بنادی جائے۔ اتنی تباہ و برباد کردی جائے۔ اس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ جبر و تشدد کی انتہاء ہوگئی۔ ظلم و ستم کی حد ہوگئی۔ اور آخر یہ انتہاء ہی مسلمانانِ کشمیر کے لئے تازیانہ عبرت بن کر آنکھیں کھولنے اور بیدار کرنے کا موجب ہوئی۔ اور انہوں نے کروٹ بدلی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ جو قومیں ذلت و ادبار کے گڑھے سے نکل کر ترقی کے اعلیٰ مدارج پر گامزن ہوتی ہیں۔ اور جو اپنی حالت میں انقلاب عظیم پیدا کرلیتی ہیں۔ وہ نہ رات کو آرام سے اور نہ دن کو چین سے بیٹھتی ہیں۔ وہ اپنی ترقی اور اپنی عزت و آبرو قائم کرنے کے لئے بے انتہاء مشکلات اور مصائب کا سامنا کرتی ہیں۔ بے حد قربانیاں دیتی ہیں۔ اور عظیم الشان استقلال دکھاتی ہیں۔ اس وقت مسلمانانِ کشمیر کی موت اور زندگی کا سوال ہے۔ اگر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے رہے۔ تو یقیناً عظیم الشان کامیابی حاصل ہوگی۔ اور ہر ایک مسلمان ان کی مدد کے لئے تیار ہوگا۔ لیکن اگر خدانخواستہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور ہمت ہار بیٹھے۔ تو کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔ اور وہ قیامت تک کبھی اٹھ نہیں سکیں گے۔

مسلمانانِ کشمیر اگر تم معزز قوم بننا چاہتے ہو۔ اگر اس بات کی توقع رکھتے ہو۔ کہ دوسرے لوگ تمہاری مدد کریں۔ تو تم اپنی عزت برقرار رکھنے کے لئے پہلے خود کوشش کرو۔ پھر لوگوں کے دلوں میں بھی تمہاری مدد کرنے کا خیال پیدا ہوگا۔ وہ قوم جو پہلے اپنے آپ میں غیر معمولی تغیر پیدا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی اسی کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پس یہ زمانہ ترقی کا زمانہ ہے۔ مگر انہی قوموں کے لئے۔ جو ہمت اور استقلال سے کام لیتی اور اپنی عزت اور وقار کے قیام کے لئے ہر ایک قربانی کرتی رہتی ہیں۔ اگر مسلمانانِ کشمیر بھی ترقی کرنا اور ذلت سے نکلنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں ہر قسم کی مصائب اور مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور ہر قربانی خوشی خوشی پیش کرنی چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر خدا اور اس کے رسول سے مضبوط تعلق پیدا کریں۔ تا خدا ان کا ناصر و مددگار ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندھے ہوئے
بے خدا ہرگز نہیں بد قسمتو کوئی سہار

صحابہ رضی اللہ عنہم نے باوجود تھوڑی تعداد کے دنیا کی کایا کیوں پلٹ دی۔ اور ان کا نام کیوں آفتاب نصف النہار کی طرح چمک اٹھا۔ اسی لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کی پابندی کرنے والے تھے۔ پس اگر مسلمانانِ کشمیر بھی اپنے حقیقی مالک اور محبوب سے محکم و مضبوط اور گہرا تعلق پیدا کرلیں۔ اور اس سے عاجزانہ التجا اور دعا کریں۔ کہ اے ہمارے مالک و خالق خدا تو ہی ہم پر اپنا فضل کر اور ہمیں اس ظلم و ستم سے نجات دے۔ تو یقیناً وہ غیور خدا اپنی غیرت کی چمک دکھائیگا۔ اور اپنی قدرت نمائی کریگا۔ وہ اپنے بے بس و بے کس۔ بے یار و مددگار غریب بندوں کو نہیں چھوڑا کرتا۔ وہ ہر وقت ان کے ساتھ اور ان کا حامی و مددگار رہتا ہے۔ پس بے شک اس وقت مشکلات کا سامنا ہے۔ اور تکالیف کا مقابلہ۔ لیکن اگر خدا سے تعلق ہو جائے۔ تو وہ ضرور مشکلات کو حل کردے گا

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلکشا کے سامنے

ترقی ہمیشہ مشکلات اور تکالیف کے بعد ہی میسّر ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ کلام پاک (قرآن) میں فرماتا ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ پس میں مسلمانانِ کشمیر کی خدمت میں پر درد اور پر زور الفاظ میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ تم سب متحد و متفق رہو۔ اگر تم ایسا کروگے۔ تو وہ وقت جلد ہی آئے گا۔ جبکہ تمہیں عزت و آبرو کی زندگی حاصل ہو جائے گی اور کسی کو تم پر مظالم کرنے کی ہمت نہ رہے گی۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ کشمیر پر اپنا فضل کرے۔ اور ان کو ظلم و استبداد سے نجات دے۔ آمین۔

(خواجہ محمد عبداللہ)

سکرٹری سنگھ سبھا سری گوبندپور اور خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب

سکرٹری سنگھ سبھا سری گوبندپور کی جانب سے ۱۱ر جولائی کے "ملاپ" میں چند سطور موجودہ انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ ان میں جس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی انتہا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں سے حق پرستی بالکل اُڑ گئی ہے۔ میں نے بحیثیت نمائندہ مسلمانان سری گوبندپور ان الزامات کی تحقیق کی۔ جس کا نتیجہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ عرصہ سے ہندو اساتذہ کی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور ان کی جگہ مسلمان مقامی ہائی سکول میں بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ذیل کے اعداد و شمار اس کی حقیقت کھول دینگے۔ عرصہ چار سال سے جو تبدیلیاں ہوئیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) غریب چند ورنیکلر ٹیچر۔ اس کی جگہ لالہ دھرت رام جون ۱۹۳۱ء میں آیا۔
(۲) لالہ برجی لعل — اس کی جگہ لالہ برجنداس
(۳) لالہ ملکی رام ڈرائینگ ماسٹر۔ اس کی جگہ ایک عیسائی استاد مسمی یعقوب خان آیا۔

واضح رہے۔ کہ مندرجہ بالا ہر سہ استاد کانگریس میں حصہ لینے کی وجہ سے تبدیل ہوئے۔ جب لالہ کھیم چند ہیڈ ماسٹر بوجہ پچپن سالہ ہونے کے ریٹائرڈ ہوئے۔ اور ان کی جگہ لالہ کرپارام کام کر رہے تھے۔ تو ماہ مئی ۱۹۳۰ء میں سکول کی حالت یکلخت بگڑ گئی۔ طلباء نے سٹرائیک کردی۔ اور کانگریس کی تحریک میں شامل ہوگئے۔ انقلاب زندہ باد کے نعرے سکول میں لگنے لگے۔ اساتذہ معہ لالہ کرپارام و طلبہ کانگرسی جلسوں میں شامل ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مدرسہ کا ضبط خراب ہوگیا۔ تعلیم مسدود ہوگئی۔ گورنمنٹ نے لالہ کرپارام کو بدل کر سید اختر احسن صاحب۔ بی۔ ٹی۔ شکرگڑھ کو حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مقرر کردیا۔ انہوں نے آتے ہی مدرسہ کو سنبھال لیا۔ اتنی کوشش سے کام کیا۔ کہ مدرسہ کا تباہ شدہ نظام پھر درست ہوگیا۔ ضبط نہایت اعلیٰ پیمانہ پر پہنچا دیا۔ تعلیم باقاعدہ کردی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ان کے مستقل ہونے کی سفارش بار بار کی۔ اگر سید صاحب موصوف ایسی خدمات کسی اور محکمہ میں سرانجام دیتے۔ تو یقیناً ان کی بڑی قدر کی جاتی۔ لیکن بدقسمتی سے محکمہ تعلیم میں کسی مسلمان کارکن کی قدر نہیں۔ باوجود زبردست سفارش کے بجائے حوصلہ افزائی یعنی ترقی وغیرہ کے ہیڈ ماسٹر سے سیکنڈ ماسٹر بنا دیئے گئے۔ اور ان کی جگہ انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن شیخ نور الٰہی صاحب نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک پچپن سالہ ریٹائرڈ شدہ ہیڈ ماسٹر ایک سال کے لئے لگا دیا۔ مگر شیخ صاحب کی اس ہندو نوازی پر بھی ہندو خوش نہ ہوئے۔ مندرجہ بالا تبادلوں کے سوا اور کوئی استاد تبدیل نہیں ہوا۔ بجز ۴ مسلمانوں کے جن کی جگہ سب غیر مسلم آئے۔ بلکہ ایک مسلمان ہیڈ ماسٹر کی جگہ ہندو لگایا گیا۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب سے مسلمان استاد متعین ہوئے۔ تعلیم خراب ہوگئی۔ نتائج بُرے نکلنے لگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جب یہ سکول ہائی کے درجہ پر پہنچایا گیا۔ تو دو مسلمان ہیڈ ماسٹر پانچ سال تک یکے بعد دیگرے کام کرتے رہے۔ ان ہر دو صاحبان کے زمانہ میں ۱۹۲۰ء تک سکول ہذا کا نتیجہ سو فیصدی رہا۔ کیا یہ مسلمانوں کی عدم قابلیت کی علامت ہے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۱ء تک یعنی عرصہ گیارہ سال میں تین ہندو ہیڈ ماسٹر یکے بعد دیگرے کام کرتے رہے۔ اور ایک صاحب جن کی تعریف و توصیف ایک بٹالہ کے نامہ نگار نے "ملاپ" میں کی ہے۔ اور جو اب سکول ہذا میں کام کر رہے ہیں۔ نتیجہ گرتے گرتے ۱۹۳۰ء میں موجودہ قابل استاد [illegible] سالہ ہیڈ ماسٹر کے زمانے میں ۳۲ فیصدی پر آگیا۔ [illegible] شیخ صاحب [illegible]

[illegible] ے میں عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ خواہ کتنا ہی ہندوؤں کو خوش کریں۔ جب تک مسلمان ہیں۔ یہ قوم ہرگز ہرگز خوش نہیں ہو سکتی۔ اور آپکو کیا کسی مسلمان کو بھی کسی عہدہ پر دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ (نامہ نگار)

الفضل کے وی پی

اخبار الفضل بصورت وی پی ان خریداروں کی خدمت میں بھیجا گیا ہے۔ جن کا چندہ ۱۵ جولائی تا ۱۵ اگست کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے وی پی کی میعاد امانت ایک ہفتہ ہے۔ احباب وی پی پہنچتے ہی وصول کر لیں۔ ورنہ ان کا وی پی واپس آجائے گا۔ اور بلحاظ پابندی ضابطہ مقررہ ہم مجبور ہیں کہ ان کے نام سے پرچہ کی روانگی اس وقت تک روک لیں۔ جب تک کہ چندہ پیشگی وصول نہ ہو جائے ؛

احباب سے یہ بھی درخواست ہے کہ الفضل کے اخراجات روز افزوں ہیں اور وی پی انکاری ہونے کی وجہ سے ہر مہینے معتدبہ تعداد خریداروں کی کم ہو جاتی ہے حالانکہ اس وقت کم از کم پانسو خریدار بڑھنے چاہئیں الفضل خدا کے فضل سے اس وقت مسلمانوں کی ملکی و ملی خدمات بجا لا رہا ہے اور ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کئی ہزار ہو۔ پس احباب جماعت ہمت کریں اور نہ صرف خود خریدار رہیں اور اپنی جماعت کے اندر خریدار بڑھانے کی کوشش فرمائیں۔ بلکہ بیرون جماعت احمدیہ میں بھی اس کی تحریک ہو کیونکہ الفضل عام اسلامی خدمات جو بجا لا رہا ہے ان کا تقاضا ہے کہ الفضل زیادہ سے زیادہ چھپے ؛

اخیر یہ خواتین جماعت احمدیہ سے عرض ہے کہ مصباح کے وی پی ان کو جا چکے ہیں۔ وہ وصول فرمالیں اور سن رائز کے بقایا داران سے التجا ہے کہ سن رائز کے وی پی ان کے نام کئے جا رہے ہیں وصول فرمالیں سن رائز کا ماہوار خرچ سات سو روپیہ ہے اور اس وقت تک پبلک مفاد کے لئے پانچ ہزار روپیہ صدر انجمن احمدیہ اپنی گرہ سے خرچ کر چکی ہے۔ انگریزی دان اصحاب کا فرض ہے کہ اس کے لئے ایک ایک خریدار مہیا کریں ؛ مہتمم طبع و اشاعت

دو استانیوں کی ضرورت

افروز اسلامیہ مڈل سکول بازار بلی ماراں۔ دہلی کے لئے جو محکمہ تعلیم کا منظور کردہ ہے۔ دو مسلمان استانیوں کی ضرورت ہے ایک مڈل اور دوسری میٹرک پاس ہو۔ مہتمم صاحبہ سکول کے نام درخواستیں بھیجی جائیں ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے
سواریوں کے کرایہ جات میں ترمیم

پبلک کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء سے این ڈبلیو آر ریلوے پر شرح کرایہ مسافران حسب ذیل ہوگی ؛

درجہ	فاصلہ	کرایہ فی میل
فرسٹ کلاس	پہلے ڈیڑھ سو میل	۲۴ پائی
	اس سے زائد ہر فاصلہ	۱۸ پائی
سیکنڈ کلاس	پہلے ڈیڑھ سو میل	۱۲ پائی
	اس سے زائد ہر فاصلہ	۹ پائی
انٹر کلاس	پہلے پچاس میل	۵ پائی
	۵۱ سے تین سو میل	۴½ پائی } سابقہ شرح کرایہ
	تین سو میل سے زائد	۳½ پائی
تھرڈ کلاس	پہلے پچاس میل	۳½ پائی } سابقہ شرح کرایہ
	۵۱ سے تین سو میل	۳ پائی
	تین سو میل سے زائد	۲

چیف کمرشیل مینجر
نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ لاہور
۳۱ جولائی

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیے۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں اسکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی نورالدین صاحب طبیب مرحوم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گودھری ہمنیل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گودھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ ۴ر شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ روپیہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصولڈاک معاف ؛

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے نقص دور ہو جاتے ہیں۔ دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں اور منہ خوشبودار رہتا ہے قیمت ۱۲ر ؛

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا۔ دھند غبار۔ ککرے۔ خارش۔ جالا۔ ناخونہ۔ ضعف۔ پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں ہمنیل ہے پلکوں کی موٹائی اور سرخی دور کرنے میں بینظیر ہے گلی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا۔ اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا۔ اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے ؛

المشتہران
نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— گول میز کانفرنس کے نمائندوں کے نام سرکاری طور پر شائع ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں میں سے پہلے نمائندوں کے علاوہ ڈاکٹر سر اقبال۔ مولانا شوکت علی اور مولانا شفیع داؤدی نئے نمائندوں کو دعوت دی گئی ہے۔ کانگرسیوں میں سے گاندھی جی۔ مالوی۔ مسز سروجنی نیڈو اور سر علی امام کو لیا گیا ہے۔ باقی نمائندے قریباً وہی ہیں۔ سکھوں میں سے کوئی نیا نمائندہ نہیں لیا گیا۔ نمائندگان اکتوبر کے آخر تک لندن پہونچ جائیں گے ؛

——— یمن سنگھ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ دریائے برہم پتر میں ایسی ہولناک طغیانی آئی ہے۔ کہ برسوں سے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ دریائے جمنا بھی تیزی سے چڑھ رہا ہے۔ بے شمار گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔ ہزارہا مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اکثر مقامات پر ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔ شہروں کے بازار زیر آب ہیں۔ اکثر دیہات میں دیہاتی مچانوں پر پناہ گزین ہیں۔ پٹسن اور چاول کی فصلیں کلیتہً تباہ ہو گئی ہیں۔ ہولناک قحط کا خطرہ ہے ؛

——— ۱۴ اگست کو گاندھی جی نے بمبئی میں مسٹر جناح کے مکان پر جا کر ان سے ملاقات کی۔ اور فرقہ وار سوال پر بحث و تمحیص ہوئی۔ مسٹر جناح نے کہا ہے۔ میں فرقہ وار سمجھوتہ کے لئے آخری کوشش کرنے کے لئے آیا ہوں ؛

——— گول میز کانفرنس کی مندوبہ بیگم شاہ نواز کو جمعیتہ الاقوام کے سکرٹری کی طرف سے دعوت موصول ہوئی ہے۔ کہ وہ لیگ کے آئندہ اسمبلی سیشن میں صیغہ اطلاعات کے مشیر کی حیثیت سے شامل ہوں۔ تا انہیں لیگ سے واقفیت حاصل ہو جائے۔ آپ نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے ؛

——— معلوم ہوا ہے۔ حضور نظام آئندہ ماہ اکتوبر میں دہلی آئیں گے ؛

——— تین اگست کو جموں میں قریباً تین ہزار چھوٹے مسلمان بچوں کا ایک جلوس نکلا۔ ان کے سر ننگے اور گریبان کھلے تھے۔ جھنڈوں پر "شہیدان کشمیر زندہ باد" لکھا تھا۔ اور "میرزا بشیر الدین محمود احمد زندہ باد" اور "سید محسن شاہ زندہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ ایک جگہ پولیس نے انہیں گھیر لیا۔ اور جھنڈے چھین لئے بچے اسی جگہ بیٹھ گئے۔ اور نعرے بلند کرتے رہے۔ پولیس نے بعض بچوں کو مارا۔ اور بیس کے قریب گرفتار کر لئے گئے۔ مگر آخر انہیں رہا کر دیا۔ جھنڈے واپس لینے کے لئے بچے زبردست مظاہرہ کی تیاریاں کر رہے ہیں ؛

——— مظلومین کشمیر کے لئے چندہ جمع کرنے کی غرض سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ماتحت کشمیر فنڈ کمیٹی قائم ہو گئی ہے جس کے صدر ڈاکٹر سر محمد اقبال مقرر ہوئے ہیں۔ اور سیکرٹری مسٹر محمد رفیق صاحب بیرسٹر ؛

——— زمیندار کے ایک ایڈیٹر عبد الحق پر غیر ملکی آرڈیننس کے ماتحت کابل کے خلاف لکھنے کی وجہ سے مقدمہ چل رہا تھا۔ اس نے معافی مانگ لی ہے ؛

——— ڈھاکہ میونسپلٹی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر چار نوجوانوں نے چپراسی کو ریوالور سے دھمکا کر ۶ ہزار دوسو روپیہ جو بنک سے لا رہا تھا چھین لیا۔ اور سائیکلوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے ؛

——— شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پونہ اور کلکتہ کے واقعات قتل نے گورنمنٹ آف انڈیا کے اندرونی حلقوں میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ اور تجویز ہے کہ جن علاقوں میں ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ وہاں "سپیشل فرنٹیر ریگولیشن" جاری کر دیا جائے۔ اور جو شخص قتل کرتا ہوا۔ گرفتار کیا جائے۔ اسے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر پھانسی دیدی جائے ؛

——— ۱۳ اگست کو لاہور میں پولیس نے نوجوان بھارت سبھا اور ڈیفنس کمیٹی کے ارکان کے مکانات کی تلاشی لی۔ اور ان میں سے دس کو گرفتار کر لیا۔ مگر بعد میں رہا کر دیا۔ سنا ہے ان لوگوں پر ترغیب قتل کا مقدمہ چلانے کا حکومت ارادہ کر رہی ہے ؛

——— پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ کہ گاندھی ارون سمجھوتہ منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی کانگرسی لیڈروں کو دوبارہ گرفتار کیا جا سکتا ہے ؛

——— بھوساول کے قریب دو انگریز افسروں پر حملہ کرنے والوں نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ بھگت سنگھ کی لائف پڑھنے سے ہم نے انقلاب پسند بننے کا فیصلہ کیا تھا

——— فسادات سری نگر کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بعض افسران پولیس نے جو شہادتیں دی ہیں۔ ان میں اور حکومت کے شائع کردہ بیان میں بہت بڑے تناقضات ہیں۔ جن پر مفصل لکھا جا سکے گا ؛

——— حکومت کشمیر نے لاہور کے ایک مسلم پروفیسر اور ایک سرحدی پٹھان کو ایجی ٹیشن پھیلانے کا الزام لگا کر ریاست سے نکال دیا ہے ؛

——— مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ اور ایگزیکٹو بورڈ کے اجلاس ۸-۹ اگست کو الہ آباد میں منعقد ہو رہے ہیں ؛

——— ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ علیحدگی سندھ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے تین ذی اثر نمائندوں کا ایک وفد لندن بھیجا جائے۔ مسلمانوں کو اس کے انسداد کی کوشش کرنی چاہئیے ؛

——— سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار نے شملہ سے لکھا ہے کہ کشمیر کے متعلق مسلمانوں کی ایجی ٹیشن کسی طرح سے بھی جھوٹی یا بے بنیاد قرار نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ یہ حقیقی اور اصلی ہے اور اس کا مستقبل بدامنی اور خطرات سے لبریز ہے۔ لیکن مہاراجہ کشمیر فرماتے ہیں۔ کہ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ حالات پہلے کی طرح ہو چکے ہیں۔ یہ دیدہ دانستہ اپنے آپ کو دھوکہ میں رکھنا نہیں۔ تو اور کیا ہے ؛

——— پشاور ۳ اگست کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سید حبیب آف سیاست اپنے اہل و عیال سمیت کابل روانہ ہو گئے۔

——— ۴ اگست راجہ صاحب بنارس کا انتقال ہو گیا۔

——— ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو کلکتہ کے ایک ہندو نوجوان کرشن بسواس نے ایک انسپکٹر پولیس کو گولی کا نشانہ بنا دیا تھا۔ ۴ اگست کو اسے علی پور سنٹرل جیل میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا ؛

——— سکندر آباد چھاؤنی سے ایک اور راجپوت پلٹن ۱۶ اگست کو برما کے لئے روانہ کی گئی ؛

——— امرت سر پولیس نے ایک گاؤں سے ایک مفرور کو گرفتار کیا۔ جس کی جامہ تلاشی سے ایک پستول ۔ ۲۳ کارتوس اور بعض دیگر قابل اعتراض اشیاء برآمد ہوئیں۔ پولیس رات کے وقت اسے ایک قریبی گاؤں میں لے آئی۔ لیکن رات کو جب بارش ہوئی۔ اور پہریدار کنسٹیبل بستر اٹھا کر اندر گیا۔ تو مفرور بھاگ نکلا۔ کنسٹیبل نے اس کا تعاقب کیا۔ مگر چوکیدار دیہہ نے اسے چور سمجھ کر اس کے سر پر لاٹھی مار دی۔ اور مفرور بھاگ گیا ؛

——— جموں میں مسلمان بچوں کے جلوس کی خبر اوپر دی جا چکی ہے۔ پولیس نے جب جھنڈے چھین لئے۔ تو بچوں نے مطالبہ کیا۔ کہ جھنڈے واپس کئے جائیں۔ اس پر پولیس نے ان پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ تین بچے بے ہوش ہو گئے۔ اور انہیں اٹھا کر گھر لایا گیا۔ اگلے روز انہوں نے پھر بغیر اجازت جلوس نکالا۔ لیکن ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ کہ پولیس نے لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔ سات آٹھ بچے بہت بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ جہاں چار بچے اکٹھے نظر آتے ہیں۔ انہیں زد و کوب کر کے منتشر کر دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ۱۲ سال سے کم ...

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؛